تعلیم الایمان

اللہ کی صفت الہادی پر غور وفکر

(اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ)

(۱) کو سمجھانے والی کتاب

(۲) ہدایت کی ضرورت بتلانے والی کتاب

مصنف

عبد اللہ صدیقی

ریسرچ اسکالر آف ایمانیات

زیر نگرانی

مفتی محمد شعیب مظاہری خطیب مسجد وزیر النساء حیدر آباد (تلنگانہ)

ناشر

عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی (انڈیا)

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:........................ صفت الہادی پرغور

(اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ)

مرتب:.............. عبداللہ صدیقی

زیرسرپرستی:......مفتی شعیب مظاہری 9640213661(ابوظہبی)

سنہ طباعت:............ ۱۴۴۴ھ مطابق ۲۰۲۳ء

تعداد:................ 300

کمپیوٹر کتابت:................ راہی گرافکس 9700061318

ناشر:........عظیم بک ڈپو دیوبند، سہارن پور، یوپی (انڈیا)

فون:9997177817

بچوں میں شوری اور عقلی اعتبار سے پختہ ایمان پیدا کرنے کے لئے ہماری کتاب ''تعلیم الایمان'' کے تمام حصے پڑھئے اور پڑھائیے۔ یہ کتابیں عظیم بک ڈپو دیوبند یوپی سے نصف قیمت پر حاصل کرسکتے ہیں۔ 09997177817

☆ ایک عورت سدھرتی ہے تو ایک خاندان سدھرتا ہے اور ایک مرد سدھرتا ہے تو ایک فرد سدھرتا ہے۔ اس لئے لڑکیوں میں ایمان کا شعور بیدار کرنے کے لئے عبداللہ صدیقی کی تربیتی کلاس بغیر معاوضہ کے منعقد کرکے استفادہ حاصل کریں۔

تربیتی کلاس کے لئے ربط فرمائیں: 9966992308,9391399079

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الھادی

ہدایت کا راستہ دکھانے اور اس پر چلانے والا

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (چلا ہم کو ہدایت کے راستے پر)

اللہ تعالیٰ ہی ساری کائنات کا اکیلا ہدایت دینے والا ہے:-

یہ اللہ تعالیٰ کا صفتی نام ہے. جس کے معنیٰ ہیں وہ ذات جو اپنے بندوں کو سیدھے راستے کی ہدایت دینے والا. وہ ذات جو اپنے بندوں کو اپنے تک پہونچنے کا راستہ تبلانے والا، وہ ذات جو اپنی تمام مخلوقات کو ان کی ضرورتوں کی ہدایت کرنے والا ہے.
ہر مخلوق کو ان کی بقا اور وجود مقصدِ زندگی کی ہدایت دینے والا ہے.

ساری کائنات کی مخلوقات کی زندگی کی ہدایت ورہنمائی کرنے والا، سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہیں. وہی اکیلا ہر ذرہ کا ہادیٰ ومعلم ہے. اس کے علاوہ کسی میں بھی مخلوقات کو ہدایت ورہنمائی کرنے کی صلاحیت ہی نہیں. سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی دوسرا نہ ہدایت کا علم رکھتا اور نہ ہدایت دے سکتا ہے اور نہ کسی مخلوق میں ہدایت دینے کی طاقت ہے. ہدایت صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت نصیب ہوتی ہے اور جسے نہیں چاہتا اُسے کوئی راہِ راست پر نہیں لاسکتا حتیٰ کے رسول اللہ ﷺ بھی اس بات کا اختیار نہیں رکھتے تھے کہ وہ کسی کو ہدایت دے سکیں البتہ کسی دوسرے کی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگ سکتے تھے. آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب جو آپؐ کے ہمدرد محبت کرنے والے اور آپؐ کی حفاظت کرتے ہوئے آپؐ کے تمام کاموں میں مدد کرتے رہے جب ان کی وفات کا وقت آ گیا تو حضور ﷺ اُن کو کلمہ شہادت پڑھنے کی تلقین کرتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور نہیں تھا. اُن کو ہدایت نہیں ملی اور وہ بغیر ایمان قبول کئے دنیا سے چلے گئے اس پر رسول اللہ ﷺ کو بڑا صدمہ تھا.

تو اللہ تعالیٰ نے سورہ القصص آیت نمبر 56 میں فرمایا.آپؐ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت دیتا ہے ہدایت والوں سے وہی خوب آ گاہ ہے

ہر مخلوق ہدایت کی کیوں محتاج ہے؟

جب اللہ تعالیٰ نے کائنات بنائی تو کائنات کے انتظامات سنبھالنے مختلف مخلوقات کو مختلف ذمہ داریاں دے کر تخلیق کیا.اس لئے ہر مخلوق کو اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے وہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی محتاج ہیں.اس کی ہدایت کے بغیر وہ اپنی ذمہ داریاں ادا نہیں کر سکتیں.اُسی کی کامل ہدایات کا نتیجہ ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات ہر لمحہ، ہر منٹ، ہر سکینڈ اپنا کام اور ذمہ داریاں ادا کر رہی ہیں.یعنی کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے اس لئے کائنات کا پورا نظام اصول اور ضابطے سے چل رہا ہے۔

انسان کسی بھی مخلوق کو ہدایت کا علم وضابطہ نہیں دے سکتا:-

یہ بھی خوب اچھی طرح ذہن میں رکھئے کہ اللہ جل شانہ کے علاوہ کوئی انسان چاہے کتنا ہی عقلمند،عقل وفہم والا ، بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والا ، ماہر علم ہو یا جنات کسی مخلوق کو نہ ہدایت دے سکتے اور نہ انکی زندگی کی صحیح رہنمائی کر سکتے ہیں.خود انسانوں کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی انسان اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے خلاف اپنے ذہن ودماغ سے ان کے رہنماؤں کی رہنمائی قبول کئے تو انسان گمراہی اور فساد کے حوالے ہو گیا. یہاں تک کہ جب وہ اپنی حکومتیں چلانے حکومت کے لئے ضابطے اور قانون بنایا تو انسانوں کی زندگی مصیبت میں مبتلا ہو گئی اور ہے ،اور تعصب کا شکار بنی.اُن کا ضابطہ وقانون اور حکومت ناقص ناکارہ ،ظلم وزیادتی والی رہی.اور انسان مالی ، مادی اور اخلاقی وروحانی زندگی میں گھاٹے خسارے اور مصیبتوں کا شکار ہو گئے.مثلاً کوئی بُت پرستی ،مخلوق پرستی کا طریقہ سکھایا کسی نے مرد مرد سے عورت عورت سے شادی کا قانون بنایا.کسی نے قوم لوط کی طرح انسانوں کو آزادی کا قانون بنایا.کسی نے جسم

فروشی کو آزادی دی.کسی نے زنا،شراب کو آزادی دی.قاتل کو معمولی سزائیں دے کر چھوڑ دیا گیا.عورتوں کو برہنہ سمندروں کے ساحل پر رہنے کی آزادی دی.نیم عریاں کپڑوں کو فیشن کا نام دیا.فلم انڈسٹری کو صنعت بنا دیا.سود کو قانون سے آزادی دی.ان سب باتوں سے ہٹ کر انسان آسمان،زمین،سورج،چاند،ستاروں،ہواؤں،نباتات اور حیوانات،سمندروں اور دریاؤں جیسی مخلوقات کے لئے نہ کوئی ضابطہ اور قانون بنا سکتا اور نہ ان کو ہدایت دے سکتا ہے.ان کو ہدایت دینا اس کے بس کی بات نہیں ہے اور نہ یہ مخلوقات اس کے قابو میں آسکتی ہیں.وہ جب انسانوں ہی کے لئے صحیح ضابطہ اور قانون نہیں بنا سکتا تو وہ دوسری مخلوقات کو کہاں سے ہدایت دے گا.اس کی عقل اس کا فہم ناقص ہے اس میں کمی وزیادتی ہوتی رہتی ہے ..بہت سی باتوں میں وہ غلط اقدام اور فیصلے کرتا ہے۔

مخلوق کو مخلوق نہیں مخلوق کا خالق ہی ہدایت دے سکتا ہے:-

بیشک ساری کائنات کی مخلوقات کا خالق اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے.اس کے علاوہ کوئی ایک بال،ایک ریت کا ذرہ نہیں بنا سکتے.اس نے کسی مخلوق کو لطیف بنایا اور کسی کو کثیف بنایا.یعنی کوئی نظر نہیں آتیں اور نہ محسوس ہوتیں ہیں.ان میں زمین وآسمان،ہوا،پانی،سورج چاند،ستارے،نباتات جمادات،حیوانات،پہاڑ،انسان،جن،فرشتے،جنت،دوزخ،روح،سمندر،ریگستان،آگ،زمین کے اندر کی مخلوق،آسمانوں کی مخلوق آواز،روشنی وغیرہ ان سب کو ہدایت ورہنمائی کرتا ہے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہادی کا کمال ہے. بظاہر ان میں عقل وشعور وفہم والے بھی ہیں اور بغیر عقل وشعور والے بھی ہیں.ظاہر بات ہے کہ ان تمام مخلوقات کو ہدایت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے بس کی بات نہیں .اللہ ہی چونکہ ان کا خالق ہے وہی ان کی ضروریات اور مقصدِ زندگی سے واقف ہے اور ان کو کن کن ذمہ داریوں کے لئے پیدا کیا ہے اس کا علم سوائے اللہ کے کسی کو نہیں اس لئے وہی ہر مخلوق کو ہدایت ورہنمائی کر سکتا ہے۔

اللہ نے اپنی مخلوقات کی ہدایت کے دوطریقے رکھے:-

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کی ہدایت کیلئے ان کی تخلیق کے حساب سے دوطریقے رکھے .ایک درجہ عام ہدایت کا رکھا دوسرا درجہ خاص ہدایت کا رکھا قرآنی تعلیمات سے یہ تعلیم ملتی ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات اوران کا ذرہ ذرہ اپنے اپنے درجہ کے مطابق حیات واحساس بھی رکھتاہے اور عقل وشعور بھی رکھتاہے .یہ الگ بات ہے کہ کسی میں یہ جوہر کم اور کسی میں زیادہ ہے .چنانچہ جن میں شعور وعقل وفہم نظرنہیں آتا یا کم ہے .انسان انکو بیجان سمجھتاہے .اورجن میں عقل وشعور زیادہ نظر آتاہے انسان اُنکو جاندار سمجھتاہے۔

پہلے درجہ کی عام ہدایت:-

اس لحاظ سے ہم جن کو بے جان یا کم عقل سمجھتے ہیں مثلاً جمادات، نباتات، حیوانات، زمین وآسمان، ہوا، پانی،بادل،سمندر، روح،فرشتے ،جنت،دوزخ وغیرہ اللہ نے ان جیسی مخلوقات کے لئے عام ہدایت کا طریقہ رکھا.جس کی وجہ سے وہ جس جس کام اور مقصد کے لئے پیدا کئے ہیں.اللہ کی عام اور فطری ہدایت پر اپنی اپنی ذمہ داریاں مسلسل ادا کرتے رہتے ہیں.کبھی نا فرمانی نہیں کرتے .بغیر کسی رکاوٹ کہ وہ مشین کی طرح کام کرتے رہتے ہیں.وہ رات دن اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے سے یہ کائنات پورے اعتدال اور توازن کے ساتھ چل رہی ہے.حضرت موسیٰ ؑ کا جب فرعون کے دربار میں مخاطبت ہوئی تو اس نے اللہ کے بارے میں دریافت کیا کہ تمہارارب کون ہے؟ توحضرت موسیٰ ؑ نے یہ جواب دیا.

’’ قَالَ رَبُّنَاالَّذِیٓ اَعۡطٰی کُلَّ شَیۡءٍ خَلۡقَهٗ ثُمَّ هَدٰی ‘‘(طٰہٰ 50)

(ہم سب کا رب وہی ہے جس نے ہر چیز کواس کے مناسب بناوٹ دے کر پھر ہدایت فرمائی)

دوسرے درجہ کی خاص ہدایت:-

انسانوں اور جنات کے لئے دنیاچونکہ امتحان وآزمائش بنائی گئی ہے.اس لئے انسان اور جنات کو عام درجہ کی ہدایت میں نہیں رکھا گیا.ان کو شعوری اور اپنے مقصد کے

تحت زندگی گزارنے، فطری ہدایت کا طریقہ کا رنہیں رکھا گیا.ان کوشعوری اور خاص ہدایت انبیاء پروحی نازل کرکے دینے کا طریقہ رکھا گیا.اس خاص ہدایت کے ذریعہ ان کواللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرکے اپنی پسنداور چاہت سے اللہ کی عبدیت وبندگی کرنے کا طریقہ رکھا گیا.اس کے لئے آسمان سے پیغمبر پروحی نازل کر کے پیغمبراور کتاب کے ذریعہ ہدایت ورہنمائی حاصل کرنا ہے.اس ہدایت کے حاصل کرنے میں ان کو آزادی واختیار دیا گیا.اگر وہ پیغمبر کی لائی تعلیمات سے ہدایت ورہنمائی حاصل نہیں کرسکتے تو جانوروں سے بھی گئے گزرے بن کر دنیا کے اس امتحان میں ناکام ہوکر جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ دنیا میں دوقسم کی مخلوقات پیدا فرمایا:-

اللہ تعالیٰ دنیا میں دوقسم کی مخلوقات پیدا فرمایا ایک پیدائشی طور پر فطری ہدایت یافتہ مخلوق ،دوسری غیر ہدایت یافتہ مخلوق ،فطری اور پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ مخلوق میں انسان اور جن کے سواء کائنات کی تمام مخلوقات شامل ہیں چاہے وہ جاندار ہو یا بے جان.اللہ تعالیٰ ان کو پیدائشی اور تخلیقی طور پر ان کے پیٹ یعنی فطرت کے تحت انکی زندگی کی پوری ہدایت ورہنمائی ان کے اندر رکھ کر پیدا کرتا ہے.جس کو انسان نیچر بھی کہتا ہے.جس کی وجہ سے وہ دنیا میں آنے کے بعد بیرون سے ہدایت ورہنمائی کی محتاج نہیں رہتے .وہ بغیر کتاب ،بغیر استاد، بغیر اسکول ومدرسہ کے خود بخود پرورش پاکر اپنے جنس کے مکمل فرد بنتے ہیں اور پوری طرح اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل بنتے ہیں۔

یہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اپنی اپنی ذمہ داریاں بڑے سلیقہ اور طریقے سے ادا کرتی ہیں:-

''وَاِنْ مِّنْ شَيْئٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ'' (کوئی چیز ایسی نہیں جو اللہ کی حمد وتسبیح نہ کرتی ہو)

ہر مخلوق اور اُن کے جسمانی اعضاء اللہ تعالیٰ کی معرفت رکھتے ہیں تب ہی وہ اللہ کی حمد وتسبیح بیان کرتی ہیں.اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبدیت وبندگی نہیں کرتے

اور اللہ تعالیٰ کا حکم ملنے تک انسانوں کی خدمت کرتے جب رک جانے کا حکم ملتا ہے تو وہ اپنا کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں. جن مخلوقات کو ہم بے جان سمجھتے ہیں یا عقل وفہم سے محروم سمجھتے ہیں اور ہمیں ان میں عقل وشعور نظر نہیں آتا مثلاً زمین، آسمان، ہوا، پانی، درخت، آگ، پہاڑ، ریگستان، سورج، چاند، روح، ستارے، روشنی مخلوقات کی جسمانی اعضاء اللہ تعالیٰ ہادی ومعلم ہونے کے ناطے ان کو مکمل ہدایت سے آراستہ کر کے رکھا ہے یا پیدا کرتا ہے۔

خود انسانی جسم کے اعضاء بھی اللہ ہی ہدایت یافتہ بنا کر انسان کو عطا کئے جاتے ہیں. جس کی وجہ سے زبان چمڑے کی ہونے کے باوجود اللہ ہی کی ہدایت پر بات کرتی ،غذاؤں کا مزہ دیتی اور ظاہر کرتی ہے وہ کبھی سننے کا کام نہیں کرتی. نہ انسان اس سے یہ کام لے سکتا ہے. دماغ چربی کا ڈلا ہونے کے باوجود اللہ کی ہدایت پر پورے جسم کو چلاتا سوچنے سمجھنے یادداشت اور علم محفوظ رکھنے اور پورے جسم کو میسج دینا یعنی بہت سے کام کرتا ہے. کبھی چلنے اور کبھی پکڑنے کا کام نہیں کرتا. ناک نرم ہڈی ہونے کے باوجود اللہ ہی کی ہدایت پر سونگھنے اور سانس لینے کا کام کرتی ہے. منہ قریب ہونے کے باوجود بات کرنے کا کام نہیں کرتی. دل گوشت کا ہونے کے باوجود اللہ کی ہدایت پر نیند میں دھڑکتا رہتا ہے موت تک رکتا نہیں. زبان آنکھ کا کام نہیں کرتی اور انسانوں کے اعضاء اللہ کی ہدایت پر ایک خاص مدت تک اپنی ذمہ داری ادا کرتے ہیں.

جب انسان بوڑھا ہو جاتا ہے تو ہاتھوں کی طاقت ختم ہو جاتی ہے چلنے سے معذور ہو جاتا ہے. زبان میں لکنت آجاتی ہے، کان بہرے ہو جاتے ہیں، آنکھوں کی روشنی کم ہو جاتی ہے، دماغ سوچنے سمجھنے اور یادداشت کی صلاحیت کھو دیتا ہے. انسانوں کے برعکس کوئی جانور بوڑھا ہو جائے تو اندھا بہرا ہاتھ پیر سے معذور نہیں بن جاتا نہ اس کو عینک کی ضرورت پڑتی ہے مخلوقات کے یہ حالات کھلے طور پر اللہ تعالیٰ کے ہادی ومعلم ہونے کو ظاہر کرتے ہیں کہ جس کو جتنی مدت تک عمل کرنے کی ہدایت ملتی ہے وہ اتنی مدت تک انسان کا ساتھ دیتے ہیں. انسان پر جب موت کا وقت آجاتا ہے تو ناک

پھیپھڑے رہنے، ہوامیں آکسیجن موجودہونے کے باوجودآکسیجن ناک میں جانابند ہوجاتی ہے. جب کہ انسان کے اطراف ہواموجودرہتی ہے. یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہادی کے کرشمے ہیں. ہوامیں مختلف گیس ہونے کے باوجود پھیپھڑے صرف آکسیجن لیتے ہیں.اسطرح نباتات، جمادات،حیوانات یہ سب اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ پیدا ہوتے ہیں.ان کو بیرون سے ہدایت کی ضرورت نہیں ہوتی.وہ بغیرکسی بیرونی تربیت ورہنمائی کے اپنی اپنی جنس کے مکمل فرد بنتے چلے جاتے ہیں.اللہ تعالیٰ ان کوان کی زندگی کی ہدایت پیٹ میں یعنی فطرت میں رکھ کر پیدا کرتا، بڑھاتا رہتاہے. جس کو ہم نیچر بھی کہتے ہیں اسی ہدایت کانام نیچر ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ زمین وآسمان ،ہوا وپانی، سورج،چاند،ستارے، پہاڑوں، جنگلات،نباتات، جمادات،حیوانات، ریگستانوں،سمندروں،فرشتوں، جنت،دوزخ، روح،سب ہی کوبھی وحی سے ہدایت دیتاہے. جسے ہم القاوالہام کہتے ہیں.دنیامیں ہم دکھتے ہیں کہ جو جتنا زیادہ ہدایت یافتہ ہوتاہے اس میں اتناہی ڈھنگ طریقہ وسلیقہ ہوتاہے.اوروہ زبردست ڈسپلین والامہذب اوراعتدال والا ہوتا ہے. کائنات کی تمام مخلوقات سوائے انسان اور جنکے اورخودانسان کے اعضاء اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں انتہائی ڈسپلین کے پابند ہیں. ڈھنگ طریقہ والے ہیں. اسی لئے کائنات پورے نظم وضبط کے ساتھ چل رہی ہے. اُن میں ذراسا بھی بے اعتدالی نہیں ہے.انسان کو چونکہ اختیاردیاگیاہے اسلئے وہ اپنی جسمانی اعضاء کاغلط استعمال کرکےان کاتوازن بگاڑدیتاہے۔

اللہ جس کوجس طرح چاہے ہدایت دے سکتاہے،اوربات کرواسکتاہے:-

رسول اللہ ﷺکو درختوں اورپتھروں سے السلام علیکم کی آوازیں آتی تھیں. آپ ﷺ کے لئے مسجدِ نبوی میں جب ممبرتیارکردیاگیاتو آپؐ اس کھجور کے تنے کوجس پرٹیک لگاکر خطبہ دیتے تھے چھوڑکرممبر پر چلے گئےتواس تنے سے بچہ کی طرح

رونے کی آوازیں آنے لگیں. رسول اللہ ﷺ کو قریب آ کر دلاسہ دینا پڑا، کئی جانور آپ ﷺ سے بات کرتے تھے. حضرت سلیمانؑ سے بھی جانور بات کرتے تھے. ہُد ہُد پرندے نے حضرت سلیمانؑ کو ملکہ بلقیس اور اسکی قوم کے شرک کرنے کی اطلاع دی اور حضرت سلیمانؑ کا خط لیجا کر بلقیس کے محل میں پہونچایا. ہوائیں حضرت سلیمانؑ کے تابع تھیں، آپؑ کے حکم پر آپؑ کو اور آپ کے درباریوں کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک سفر کرواتی تھیں.

حضرت داودؑ کے ساتھ درخت، پہاڑ بھی ان کی تلاوت پر لحن کیساتھ آواز ملاتے تھے. لوہا ان کے ہاتھ میں موم کی طرح نرم بن جاتا تھا۔ حضرت ابراہیمؑ پر اللہ تعالیٰ نے آگ پر وحی کی وہ ان کے لئے ٹھنڈی ہوگئی. حضرت یونسؑ کے حق میں اللہ نے وحی کی تو مچھلی کا پیٹ ان کیلئے حفاظت بنا اور وہ ان کو ہضم نہیں کر سکی۔ حضرت اسماعیلؑ پر اللہ نے وحی کی تو چھری اپنا اثر نہیں دیکھائی۔ زمین کو اللہ نے حکم دیا قارون مع خزانوں کیساتھ زمین میں دفن ہوگیا. حضرت موسیٰؑ کا عصا لکڑی کا ہونے کے باوجود اللہ کی ہدایت پر وہ سانپ بنتا تھا اور اسے سمندر پر مارتے ہی سمندر میں راستے بن گئے اور چٹان پر مارنے سے سینا کی وادی میں چٹان سے پانی نکلتا تھا. سینا کے میدان میں ابر بنی اسرائیل کے لئے سایہ بن کر 40 سال تک رہا اور من وسلویٰ اللہ کی ہدایت سے 40 سالوں تک بغیر محنت مزدوری کے ملتا رہتا تھا. سمندر فرعون اور اس کی قوم کو اللہ کی ہدایت سے ڈبو دیا اور بنی اسرائیل کے لئے راستہ بنا دیا. حضرت سلیمانؑ کے زمانے میں چیونٹی نے اپنے چھتے کو انکے لشکر سے محفوظ رہنے کی ہدایت کی رسول اللہ ﷺ کے انگلی کے اشارے پر چاند دو ٹکڑے ہوگیا. کنکریوں نے ابوجہل کے ہاتوں میں رسول اللہؐ کی شہادت دیکر کلمہ پڑھا. بنی اسرائیل کی آزمائش میں مچھلیاں صرف ہفتے ہی کو نظر آتیں تھیں. بنی اسرائیل کی نافرمانی پر پہاڑ ان کے سروں پر معلق ٹھہر گیا. حضرت عیسیٰؑ اللہ کے حکم سے مٹی کے پرندوں میں پھونک مارتے تو وہ زندہ ہو کر اڑ جاتے تھے. وہ اللہ کے حکم سے مُردے کو زندہ کر کے بات کرتے تھے. شہد کی مکھیوں کو اللہ ہدایت دیتا ہے کہ وہ

پھولوں کا رس چوسے اوراونچے مقامات پراپنا گھر بنائے ان کا پوٹھا بھی ایک خاص ترتیب کا ہوتا ہے.جس میں مختلف خانے مختلف کاموں کے ہوتے ہیں ملکہ مکھی کا کمرہ خاص طریقے سے بناتے ہیں ان کے خانوں میں آزوباز ودوسرے مکھی کے لئے جگہ نہیں ہوتی .عاد وثمود کے لئے اللہ کی ہدایت پر ہوائیں ان کو سات دنوں تک پٹخ پٹخ کرختم کردی.حضرت نوحؑ کی قوم پراللہ کی ہدایت سے پانی عذاب بن کرآیااورقوم کوڈبودیا.رسول اللہ ﷺ کےلعاب مبارک سے حضرت علیؓ کی آنکھوں کی تکلیف فوراً ختم ہوگئی.زم زم کے کنویں کواللہ نے خشک ریگستان میں جاری کیا۔

فطری ہدایات پرمخلوقات کس طرح عمل کرتی ہیں غور کیجئے:-

پرندوں پر غور کیجئے ان کواللہ تعالیٰ اپنی زندگی کے پورے کاموں کی ہدایت کس طرح دیتاہے.وہ غذاحاصل کرنے میلوں دورجا کردانہ حاصل کرتے اوربچوں کے لئے دانہ لاتے ہیں.بغیرکسی راستے کی رہنمائی کےاپنے اپنے گھونسلوں میں جس درخت اورجس جنگل میں رہتے ہیں واپس آجاتے ہیں.ہر پرندے کی غذاالگ الگ بنائی گئی ہے وہ اسی غذا کی تلاش میں نکلتے ہیں.انڈے دینے سے پہلے باقاعدہ نَراورمادہ مل کرگھونسلہ بنانے گھاس اور تنکے جمع کرتے ہیں.اوراپنے بچاؤکے لئے دشمن دوست سب ہی کو پہچانتے ہیں.کتے میں اللہ نے چوراورقاتل کرپکڑنے اورگھرکی چوکیداری کرنے کی صلاحیت رکھتاہے.

زمین کوایسی ہدایت دیاہے کہ وہ معدنیات کےخزانے اپنے اندرمحفوظ رکھتی ہے.زنگ سےخراب ہونےنہیں دیتی.مُردوں اورگندگی کوہضم کرلیتی ہے مخلوقات کواپنے اوپرسنبھالے رکھتی ہے.اللہ کاجب حکم ہوتاہے زلزے لاتی پانی اپنے اندرمحفوظ رکھتی.مردہ ہوکرپانی کوجذب کرکے زراعت کے قابل بن جاتی،جہاں اللہ کی ہدایت ہووہاں وادیوں میں پانی جمع ہونے کے بعدتالاب کاکام دیتی پانی کوجذب نہیں کرتی،ہوائیں طوفانی بن کرچلتی اوراللہ ہی کی ہدایت پرپانی کوبخارات بناکرلےاڑتی اورمنوٹن ابرکوسنبھالے رکھتی ہےمخلوقات کے لئے سانس کاکام انجام دیتی.یہ بھی غور

کیجئے کہ جاندار کی موت کے وقت اللہ ہی کی ہدایت پر ناک پھیپھڑے کھلے ہونے کے باوجود جسم میں نہیں جاتی اور اللہ ہی کی ہدایت پر جانداروں کی آوازیں، تصاویر ایک مقام سے دوسرے مقام کو پہونچاتی ہیں، آسمان سے گزرنے والا شہاب ثاقب کو انسانی آبادی سے باہر گراتی ہے. یہ سب کام اللہ تعالیٰ مخلوق کی فطرت میں صفتِ ہادی سے ہدایت دیکر تعلیم دیتا ہے. وہ بغیر کسی بیرونی ہدایت وتربیت کے اپنے کام کرتے رہتے ہیں.

اگر گوشت کھانے والے جانور جن جانوروں کو کھاتے ہیں ان کا شکار کرنے وہ اپنے شکار کو گردن پکڑ کر کمزور کر دیتے ہیں. جو پرندے مچھلیاں کھاتے ہیں وہ اپنی چونچ اور پیروں میں چھوٹے چھوٹے کیڑوں کو پکڑ کر لاتے اور پانی میں ڈالتے ہیں جس کی وجہ سے مچھلیاں انہیں کھانے کے لئے پانی کی سطح پر آتی ہیں. سطح پر آتے ہی یہ پرندے ان مچھلیوں کا شکار کر لیتے ہیں. بعض پرندے چھوٹی چڑیوں کو پکڑ کر پہلے ان کے پر چونچ سے علحدہ کرتے ہیں پھر کھاتے ہیں. کبوتر اپنے بچوں کے لئے دانہ اپنے پوٹے میں محفوظ کر کے نرم کرتے اور بچوں کی چونچ منہ میں لے کر کھلاتے ہیں. کوئل اپنے انڈے دوسرے پرندوں کے گھونسلے کے انڈوں کو پھینک کر وہاں دیتی ہیں. مگر مچھ، تامبیل ریت میں گڑھا کھود کر انڈے دیتے ہیں اور پھر ریت سے ان انڈوں کو ڈھانپ دیتے ہیں حالانکہ وہ پانی میں رہتا ہیں.

مچھلیاں اپنے انڈے کناروں پر دیتی ہیں، تیز بہاؤ کے پانی پر نہیں دیتی جہاں پانی کا بہاؤ نہیں ہوتا وہاں انڈے دیتی ہیں. یہ بھی غور کیجئے کہ ہر جنس کے پرندے مثلاً کوا، کبوتر، طوطے، چیل، مینا، یہ اپنے اپنے جتھے کیساتھ کسی ایک درخت یا اونچے عمارت میں رہتے ہیں. پانی میں مچھلیاں اپنے اپنے اقسام کے گروپ کے ساتھ رہتی ہیں. ہرن، ہاتھی، اونٹ، شیر لکڑ بھگا، جنگلی بھینس، زیبرا، نیل گائے یہ سب جانور علیحدہ علیحدہ.. اپنے اپنے گروپ اور جتھے کے ساتھ مل کر رہتے ہیں. کوئی جانور دوسرے جنس کے گروپ میں جا کر نہیں رہتا. یہ سب اللہ کی ہدایت کے انتظامات ہیں جو ان کی حفاظت و پرورش کے لئے وہ دیا ہے. پرندوں میں جو نر مادہ پیدا ہوتے ہیں وہ زندہ رہنے تک

اپنے جوڑے کو چھوڑ کے دوسرے نر مادہ کو قریب نہیں آنے دیتے نہ دوسرے سے تعلق پیدا کرتے ہیں. مگر انسان وحی سے ہدایت نہ لے کر اپنے جوڑے سے خیانت کرتا ہے.

حدیثوں میں ہے کہ بہتا پانی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے. جب ٹھہر کر گندا اور بدبودار ہوجاتا ہے تو ذکر بند کردیتا ہے. کپڑا جب تک پاک رہتا ہے اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے. جب میلا اور ناپاک ہوجاتا ہے تو تسبیح نہیں کرتا. ہر درخت اللہ کی تسبیح بیان کرتا ہے. جب وہ سوکھ جاتا ہے تو مردہ ہوکر تسبیح بیان نہیں کرتا. تمام پرندے اپنی اپنی بولیوں میں اللہ کی پاکی اور بڑائی بیان کرتے ہیں. وہ اپنی اپنی تسبیح جانتے ہیں رسول اللہ نے مرغ کے اذان دینے پر اس کو بُرا بولنے سے منع کیا ہے. فرشتے تو دن رات اللہ کی پاکی، بڑائی اور عبادت کرتے رہتے ہیں. مینڈک اپنی زبان میں اللہ کا ذکر کرتا ہے. یہ سب اللہ کی طرف سے فطری ہدایت ہے جو ان میں ودیعت کرکے پیدا کرتا ہے. وہ بیرون سے انسان کی طرح ہدایت کے محتاج نہیں ہیں.

پرندے جب انڈے دیتے ہیں تو یک بعد دیگر انڈوں پر بیٹھتے اور ان کو سیکھتے ہیں. جانوروں میں ماں اپنے بچے کی حفاظت میں جان کی بازی لگادیتی ہے. تابمیل اور مگرمچھ کے بچے جب انڈوں سے نکلتے ہیں تو ریت ہٹا کر خود بخود پانی کی طرف رخ کرتے ہیں. تابمیل کے بچے دن ختم ہونے اور رات کا انتظار کرتے پھر اندھیرا ہوتے ہی پانی کی طرف رینگتے ہیں وہ دن میں پرندوں اور شکار کرنے والے جانوروں سے بچنا چاہتے ہیں.

شہد کی مکھیوں میں اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت پر غور کیجئے. اس کا چھتہ موجودہ زمانے کے بڑے کامپلکس قسم کا ہوتا ہے. جس میں فلاٹ نما کی طرح خانے خانے ہوتے ہیں اور ایک خانہ میں ایک ہی مکھی رہتی ہے سب سے پہلے وہ اپنا امیر منتخب کرتی ہیں. یہ امیر چھتہ کی ہر وقت نگرانی کرتا رہتا ہے. ساری مکھیاں اس امیر کی اطاعت کرتی ہیں. ان کے چھتے کا انتظام بھی پورے ڈھنگ اور سلیقہ کا ہوتا ہے چھتے کے ایک حصے میں شہد بھرا جاتا ہے ایک حصے میں ان کے بچے ان خانوں میں پلتے ہیں. ایک حصے میں

بڑی مکھیاں رہتی ہیں اور ان کا امیر سب کی نگرانی کرتا ہے.اگر کوئی مکھی اپنے چھتے کی مکھیوں کے ساتھ غداری کرے تو وہ اس کی گردن توڑ دیتا ہے.اس لئے اکثر چھتے کے نیچے بعض مکھیوں کے سَر کٹے ہوئے،ٹوٹے ہوئے پڑے رہتے ہیں.اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی مکھی کسی زہریلے پتّہ پر بیٹھ کر اس کا زہریلا مادہ لے کر آتی ہے جس سے پہلے سے بنے ہوئے شہد میں خرابی پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو وہ امیرِ چھتہ محسوس کر لیتا ہے کہ یہ زہریلا مادہ لے کر آئی ہے.اس چھتہ میں گھسنے نہیں دیتا اور اس کی جان لے لیتا ہے اور اپنے پورے چھتے کی مکھیوں کی حفاظت کرتا ہے.امیر کے اس اقدام پر پورے چھتہ کی مکھیاں چپ چاپ تماشہ دیکھتی ہیں.وہ سب امیر کی اطاعت و فرما بردار ہوتی ہیں.

اسی طرح اللہ نے پانی میں تیرنے والی بطخوں میں یہ ہدایت کا انتظام کیا ہے کہ جب بطخیں سوتی ہیں تو ان کا امیر اس کی نگہبانی اور حفاظت کرتا ہے اور ایک ٹانگ پر ساری رات جھیل میں کھڑا رہتا ہے.جب کوئی خطرہ پیش آتا ہے تو وہ آواز لگاتا ہے اور ساری بطخوں کو خطرہ سے آگاہ کرتا ہے.ساری بطخیں بیدار ہو جاتی اور فوراً اٹھ کر پرواز کرتی ہیں.ان کے اڑنے کا بھی اللہ نے عجیب طریقہ رکھا ہے ان کے اڑنے میں قاعدہ یہ رکھا ہے کہ وہ مثّلث طریقے سے اڑتی ہیں.امیر آگے آگے بطخیں دو لائن میں پیچھے پیچھے اڑتی ہیں.جدھر امیر جاتا ہے ادھر بطخوں کا یہ قافلہ جاتا ہے کوئی بھی اعتراض مخالفت نہیں کرتا کہ ادھر کیوں لے جایا جارہا ہے.پھر جہاں امیر بیٹھتا ہے وہاں بطخوں کا یہ پورا قافلہ بیٹھتا ہے.

مکڑی کی ہدایت پر غور کیجئے کہ ہمیشہ اپنے لعاب سے سفید رنگ کا جالا بناتی ہے.وہ بے انتہائی صاف باریک،نرم اور مضبوط بھی ہوتا ہے.جو ہواؤں کے سخت جھونکے اور بارش سے بھی نہیں ٹوٹتا،کپڑا مَیلا ہوتا ہے مگر اس کا جالا مَیلا نہیں ہوتا.انسان شکار کرنے پرندوں کے لئے جال بناتا ہے.مکڑی کیڑوں،مچھر،مکھیوں کو پکڑنے کیلئے جالا بناتی ہے.اس میں کیڑے پھنس کر بھنبھناتے،حرکت کرتے مگر نکل نہیں سکتے یہ سب ہدایات

کسی انسان کی دی ہوئی نہیں ہیں یہ صرف اورصرف انکے پیدا کرنے والے اللہ کی طرف سے ہدایت ورہنمائی ہے

انسان اور جنات پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدانہیں کیئے جاتے:-

ان تمام مخلوقات کے برعکس دنیا چونکہ امتحان کی جگہ ہے اس لئے انسان اور جنات پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدانہیں ہوتے .ان کی روحانی ،اخلاقی اور شعوری تربیت ورہنمائی کا انتظام دنیا میں آنے کے بعد بیرون سے رکھا گیا ہے.اسی لئے اللہ نے ان کیلئے پیغمبراوروحی کا طریقہ رکھا.دوسری مخلوقات کے لئے دنیاامتحان کی جگہ نہیں ہے .اس لئے ان کی ہدایت پیدائشی طور پر فطرت میں رکھ کر پیدا کیا جاتا ہے۔

انسان اگر پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدا ہوتا تو کیا نقصان ہوتا؟

انسان کو اگر پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدا کیا جاتا اور دوسری مخلوقات کی طرح مثلاً مرغی، مچھلی، چڑیا، کبوتر کی طرح فطری طور پر ہدایت کا طریقہ رکھا جاتا تو پھر دنیا میں ان کے لئے امتحان کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی تھی.وہ دوسری مخلوقات کی طرح پیدا ہوتے اور بغیر کسی اختیار وآزادی کے مشین کی طرح بے اختیاری،فطری اطاعت وبندگی کرتے.ان کے لئے نیکی اور گناہ کا سوال ہی نہیں رہتا اور مرنے کے بعد جنت میں درجات ملنے اور دوزخ میں سزاؤں کا سوال ہی نہیں رہتا.دوسری مخلوقات کی طرح اگر وہ ہدایت یافتہ پیدا ہوتا تو ان کی اطاعت وبندگی میں ان کی مرضی ،پسند، چاہت کا عمل دخل بھی بالکل نہیں رہتا.جس طرح فرشتوں کا حال ہے ان کا کوئی عمل نہ نیکی ہے اور نہ گناہ.ان کی اطاعت پر ان کو کوئی انعام بھی نہیں.اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے دوسری تمام مخلوقات میں انسانوں کو سب سے افضل مقام عطا فرمایا اور خلیفہ زمین بنا کر نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کا موقع عطا فرمایا.تاکہ انسان باہر سے پیغمبر کے ذریعہ کتابِ الہیٰ کی روشنی میں ہدایت ورہنمائی حاصل کرے اور دنیا میں اپنی پسند وچاہت سے اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کرے اور اللہ کا قرب حاصل کر لے اور مرنے کے بعد جنت میں اعلیٰ مقام حاصل کرکے جنت کا وارث بنے.اللہ تعالیٰ نے

گویا انسان کو دنیا کی زندگی امتحان و آزمائش کی بنا کر بہت بڑا کرم فرمایا! اور آخرت بنانے کا موقع عطا فرمایا. یہ موقع کسی فرشتے اور دوسری مخلوق کو حاصل نہیں ہے۔

اللہ نے انسانوں کو ہدایت حاصل کرنے کے ذرائع رکھے:-

اللہ تعالیٰ نے جب شیطان کو بہکانے کی اجازت دے دیا تو انسان کو اس سے بچانے کے لئے ہدایت و رہنمائی حاصل کرنے کے ضروری چیزیں بھی عطا کیا. دوسری تمام مخلوقات کے مقابلے وحی نبوت سے ہدایت حاصل کرنے سب سے پہلے سب سے اعلیٰ عمدہ عقل وفہم عطا فرمایا اور حق و باطل کو سمجھنے آنکھیں، کان عطا کی. صحیح و غلط راستوں کی پہچان عطا کی، شر اور خیر، اچھے اور برے کی تمیز عطا کی. سورہ بلد " **وَهَـدَيۡنٰـهُ النَّـجۡـدَيۡنِ** " دونوں راستوں کی فطری ہدایت عطا کی. سورہ دہر آیت ۳ میں فرمایا ''**اِنَّـا هَـدَيۡـنٰهُ السَّبِيۡلَ اِمَّاشَاكِرًاوَّاِمَّا كَفُوۡرًا** ''ہم نے ان کو راستہ دکھا دیا. یا تو شاکر بن کر رہیں یا کافر. پھر ہر انسان کو وحی کی تعلیم کے بغیر اس میں ایک انسان چھپا رکھا ہے جسے ضمیر کہتے ہیں. جو انسان کو اچھائی پر ابھارتا اور برائی پر ملامت کرتا ہے. اس کیلئے نفس لوامہ اور نفس امارہ رکھا. پھر ضمیر کی حد تک ہی علم کافی نہیں تھا پیغمبر کا انسانوں ہی میں سے انتخاب کر کے سب سے بڑا ہدایت کا علم ان پر وحی کے ذریعہ مسلسل ہر زمانے میں نازل کرتا رہا. آخر میں آخری وحی قرآن مجید جو تمام آسمانی کتابوں کا نچوڑ اور خلاصہ ہے. اسے محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی بنا کر قیامت تک کیلئے حضور ﷺ کی نبوت دنیا میں رکھا اور رسول اللہ کی زندگی کو مثال اور نمونہ بنا کر کتاب کی عملی مثال بنا کر کتاب کی حفاظت کا وعدہ کیا. پھر رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد نبی کے وارثین سے ہدایت حاصل کرنے کا طریقہ رکھا اور اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے نظر نہ آنے پر کائنات کی مخلوقات میں اپنی صفات اور قدرت کو ظاہر فرمایا اور صفاتی ناموں سے اپنی پہچان کروائی. تاکہ انسان کتابِ الٰہی کو مان کر ایمان لائے اور اپنی آخرت بنالے. اگر اللہ کی طرف سے یہ سب انتظامات کرنے کے باوجود انسان بیرون سے وحی کے ذریعہ ہدایت حاصل نہ کرے تو وہ شیطان کا شکار ہو جاتا ہے اور گمراہ ہو کر شیطان کی

جماعت میں مل جاتا ہے اور دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی گھاٹے اور خسارے میں رہتا ہے. انسانی شکل میں شیطان بنا رہتا ہے اس میں روحانیت اور اعمالِ صالحہ پیدا نہیں ہوتے.

انسان کو ہمیشہ ہدایت مانگنے کی دعا بھی سکھائی:-

ان تمام باتوں کے علاوہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے ہمیشہ اللہ سیہدایت والے راستے پر چلنے کیلئے **"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ"** کی دعا بھی سکھائی ہے .اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ دنیا امتحان کی جگہ ہونے کی وجہ سے انسانوں کو ہدایت حاصل کرنے نہ کرنے کی آزادی واختیار دیا گیا جس کی وجہ سے شیطان انسانوں کے گمراہ پیشواؤں کے ذریعہ ہدایت اختیار کرنے سے دور رکھتا ہے اور وہ نہیں چاہتا کہ انسان قرآن سے ہدایت حاصل کریں.انسانوں کے پیشوا شیطان کے بہکاؤ میں گمراہ ہوکر حق کے خلاف اپنے ذہن ودماغ سے بہت سے باطل راستے بنالئے اور انسانوں کو قرآنی ہدایت سے دور رکھ کر گمراہی کی زندگی گزارنے کے قانون اور ضابطے سکھادیئے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو شیطانی گمراہی سے بچانے **"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ"** کی دعا سکھائی.تا کہ انسان بار بار اللہ تعالیٰ ہی کو ہدایت عطا کرنے والا جانے اور دعا بھی کرتا رہے اور شیطان کی مکر وفریب اور گمراہ راستوں ،باطل راستوں سے بچے.یہ ایک جامع اور اہم ترین دعا ہے جو خاص طور پر ایمان والوں کو ہر روز نماز میں سورہ فاتحہ میں بار بار مانگتے رہنے کا طریقہ سکھایا.ویسے جو مسلمان نماز نہیں پڑھتے ؟ وہ اس دعا کے بغیر کیسے ہدایت حاصل کر سکیں گے.اس دعا کے محتاج یوں تو تمام انسان ہیں اور انسانی تاریخ گواہ ہے جو بھی غیر مسلم اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور سیدھے راستے کی دعا مانگتے رہے اللہ نے ان کو ایمان واسلام کی ہدایت سے نوازہ اور وہ اچھے ایمان والے بن گئے.یہ دعا کے محتاج نہ صرف عام مسلمان ہی ہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ بھی ہر گھڑی ہدایت الٰہی کے محتاج تھے اور ہیں اور سب نے زندگی بھر اللہ

ہی سے ہدایت ورہنمائی کی دعا مانگتے رہے.

آج مسلم قوم کی گمراہی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ نماز ہی نہیں ادا کرتے اور نہ یہ دعا ان کی زبان سے باہر نکلتی ہے. جولوگ یہ دعا نماز میں مانگتے ہیں انکو سورہ فاتحہ اوراس دعا کے معنیٰ ہی معلوم نہیں ہیں طوطے کی طرح رسم پورا کرنے یہ دعا زبان سے ادا کر لیتے ہیں. امام راغب اصغبانیؒ نے ہدایت کی تشریح میں لکھا ہے کہ ہدایت کے اصلی معنیٰ کسی مخلوق کو منزلِ مقصود کی طرف مہربانی کے ساتھ رہنمائی کرنا ہے۔

اس دعا کے بغیر زندگی میں سیدھا راستہ اور سلامتی نہیں ملتی:-

انسان اور جنات کا کوئی فرد بھی اس دعا سے بے نیاز نہیں ہوسکتا دین ودنیا کے تمام کاموں میں وہ کامیاب ہونے اللہ ہی کی ہدایت کامحتاج ہے. صراط مستقیم پر چلنے ہی سے انسان اپنے زندگی کے مقصد پر چل کر کامیاب اللہ کی عبدیت وبندگی کرسکتا ہے. انسان اس دعا سے سیدھے راستے کی صحت اور دل کا مطمئن ہونے اوراوراس پر چلنے کا پابند اوراس راستے کی مشکلات کو آسان کردینے کی مدد اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اور اپنی بے بسی کا اظہار بھی کرتا ہے. وہ باطل راستوں میں حق کو پہچاننے کی توفیق مانگتا ہے اس دعا کے ذریعہ بندہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کردیتا ہے کہ میں اپنے مالک کی ہدایت کے بغیر نہ نیکی کو نیکی اور گناہ کو گناہ اور حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھ سکتا ہوں اور نہ ہدایت کے راستے پر چل سکتا ہوں۔

جب انسان وحی الٰہی قرآن مجید کی تعلیمات پر ایمان لے آتا ہے تو وہ سچائی کو پہچان لیتا ہے اور سچائی اس میں جڑ پکڑ کر اس کے ذہن ودماغ سے ہدایت مانگنے کی طلب کبھی نہیں بجھتی وہ جان جاتا ہے کہ ہدایت کا سیدھا صحیح راستہ دین اسلام ہے اورسوائے قرآن مجید کے مجھے کہیں پر بھی اللہ تعالیٰ کی پہچان اور اطاعت وبندگی کے طریقوں کی تعلیم نہیں مل سکتی اوراسی راستے پر چل کر میں آخرت میں کامیاب ہوسکتا ہوں. رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی ہدایت ورہنمائی کا سچا اور سیدھا راستہ ہے. اس لئے

وہ اس بات کو ذہن میں ہمیشہ محفوظ رکھ کر بار بار اللہ تعالیٰ سے ''**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ**'' والی دعا کر کے ہدایت والا راستہ مانگتا رہتا ہے۔

انسان کو ہدایت سے دور رکھنے میں اسکے ماں باپ کا بھی دخل ہے

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کر کے خاص خاص ذمہ داریوں کا پابند بنایا ہے. اور ہر ایک کو اس کے مناسبت سے فطری ہدایات فطرت میں رکھا. اُسی طرح انسانوں کے لئے فطری ہدایات صرف جسمانی اعضاء کی حد تک رکھا اور ہر انسان کے ماں باپ پر یہ ذمہ داری رکھی کہ وہ اپنی اولاد کو اور خود کو جہنم کے ایندھن سے بچائیں. اور ان کو روحانی، اخلاقی شعوری تربیت وحی الٰہی کی روشنی میں کریں. یہ علم سوائے انسانوں کے کسی مخلوق کو نہیں دیا گیا.

اس علم وہدایت کے حاصل کرنے میں ماں باپ کے لئے یہ سہولت رکھی کہ اللہ ہر بچہ کو اسلام کی فطرت پر پیدا فرماتا ہے. اگر ماں باپ اپنی اولاد کو وحی الٰہی کی روشنی میں ہدایت سے آراستہ نہیں کریں گے تو ان کی اولاد یہودی بنیں گی یا نصرانی یا مجوسی بن جائے گی. اس لئے اولاد کو اس ہدایت سے آراستہ کرنے اور سیدھے راستے پر چلانے کی پوری ذمہ داری ماں باپ پر ہے. وہ چاہیں تو ان کو سدھار سکتے یا بگاڑ سکتے ہیں. اگر وہ اولاد کو ہدایت سے آراستہ نہیں کریں گے تو ان کی اولاد شیطان کی جماعت میں شریک ہو کر اپنی آخرت کو برباد کر لے گی۔

ویسے انسان کو دنیا کے کاروبار میں بھی کامیاب زندگی گزارنے کیلئے تجربے کار انسانوں سے ہدایت لینا ضروری ہے ورنہ وہ جسمانی اور مالی اعتبار سے بھی نقصان میں مبتلاء ہو جاتے ہیں. اس لئے اللہ نے اس کو ''**اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ**'' کے ذریعہ دنیا اور آخرت کے سیدھے راستے کی ہدایات مانگنے کی دعا سکھائی ہے. اس دعا سے انسان کو زندگی کے ہر شعبے یعنی دین ودنیا میں ہدایت اور کامیابی کے راستے پر چلنے توفیق ملتے رہے گی. مگر انسان اپنی اولاد کو صرف دنیا کی حد تک مال کمانے کی تعلیم دلا کر انہیں جہنم کے قابل بنا رہا ہے اور ہدایت سے دور ہونے کے باوجود اچھی

غذائیں عمدہ لباس انکی پسند کی چیزیں دلا کر ان کی دنیا ہی کو سجا رہا ہے۔
جانور انسان کے مقابلے میں عقل وفہم کم رکھتے ہیں مگر وہ برابر اپنی ذمہ داری پوری کرنے بچوں کے جوان ہونے تک پورا حق ادا کرتے ہیں.مگر انسانوں کے ماں باپ اللہ کی تاکید کے باوجود اپنی اولاد کو پیدا کر کے ہدایت الٰہی سے آراستہ کرنے کی فکر نہیں رکھتے اور اپنی اولاد کو مقصد زندگی کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم نہیں دیتے۔

اب یہ سوال ذہن میں پیدا ہوسکتا ہے کہ وحی آخر کیا ہے؟ اور کس طرح ہم عقلی اعتبار سے اسے سمجھیں:-

وحی دراصل اللہ تعالیٰ کا مخلوق کو ایک خفیہ اشارہ ہے جو سوائے اللہ اور پیغمبر اور فرشتے یا جس کو وحی الہام والقاء کہا جاتا ہے.اس کے سواء کسی دوسرے دوسرے کو علم نہیں ہوتا.پیغمبر کے علاوہ مخلوقات کو جو وحی کی جاتی ہے اس کی قسمیں الگ الگ ہیں جن کو ہم الہام والقاء کہتے ہیں. اللہ کے علاوہ کوئی بھی ہادی ومعلم نہیں ہے اور اللہ کی طرح کسی میں بھی اللہ کی طرح ہدایت دینے کی صلاحیت نہیں ہے.
اللہ کو ہدایت دینے کیلئے صرف اشارہ کافی ہے.اس کو انسانوں کی طرح کوئی آلہ وغیرہ استعمال کرنے کی ضرورت نہیں.اللہ تعالیٰ نے خود انسانوں کو ایسا علم عطا فرمایا جس کی مدد سے انسان سائنس وٹیکنالوجی میں ترقی کر کے (Fax) مشین ایجاد کیا اور دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں منٹوں میں اپنی تحریر اور ہدایات کو Fax کے ذریعہ روانہ کرسکتا ہے.درمیان میں سمندر، جنگلات، اندھیرے یا پہاڑ بھی ہوں تو کوئی رکاوٹ نہیں آتی اور نہ کوئی اس تحریر کو دیکھ سکتا ہے.اور نہ پڑھ سکتا ہے ہواؤں کے ذریعہ اس تحریر کی فوٹو کاپی (زیراکس) دوسری جگہ چلی جاتی ہے.اسی طرح انسان اللہ تعالیٰ کے علم سے انٹرنیٹ اور کمپیوٹر پر مختلف باتیں لکھ کر اپنا پیغام دوسرے ملکوں کو بھیجتا ہے.جس کو دوسرے ملک والے بڑی آسانی سے اسی لمحہ پڑھتے اور جواب دیتے ہیں.انسان اللہ ہی کے دیئے ہوئے علم سے موبائل فون پر بغیر کسی وائر کنکشن کے جہاں سے چاہے جب چاہے بات کرتا ہے اور انسان کی بنائی ہوئی مشین جن کو نہ زبان ہوتی ہے اور نہ

کان، نہ آنکھ، نہ دل و دماغ ہوتا ہے اور نہ عقل وفہم ہوتا ہے مگر انسان ان سے اپنا پیغام اور میسیج بھیج سکتا ہے اور ہدایت دے سکتا ہے۔

انسان دنیا میں اللہ ہی کے دیئے ہوئے علم القاوالہام کی مدد سے علم حاصل کر کے نئی نئی چیزیں رات دن ایجاد کر رہا ہے. ریموٹ کنٹرول سے ٹی وی آن کرتا ہے، موٹر کا دروازہ بند کرتا اور کھولتا ہے اور ایکسرے مشین بنا کر جانداروں کے کپڑے چمڑے بال کھال کو ہٹائے بغیر اوپر ہی سے جسمانی اعضاء کی فوٹو زلیتا ہے. یہاں تک کہ دماغ کی کھوپڑی جو مضبوط ہڈی کی ہوتی ہے اس کو کھولے بغیر دماغ کے اندرون کی بیماری کی فوٹو زنکالتا ہے. انسان اپنے ملک کی سرحدوں کی حفاظت کیلئے کنٹرول روم سے سرحدوں پر فوجوں کو حرکت میں لاتا ہے. ہواؤں اور سمندروں کے جہازوں کو کنٹرول روم سے ہدایت دے کر رابطہ قائم کرتا ہے. اور پائلیٹ کنٹرول روم کی ہدایت کی مطابق جہاز کو چلاتا ہے. کوئی خطرہ پیدا ہو جائے تو اطلاع بھی دیتا ہے. ہوائی جہاز کے پائلیٹ اور کنٹرول روم کے درمیان رابطہ کی بات کوئی دوسرا سن نہیں سکتا. اسی طرح انسان انٹرنیٹ پر بیٹھ کر دنیا کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں بغیر کسی رکاوٹ کے بات کرتا ہے. آج کل تو اتنا ترقی کر لیا ہے کہ ٹیلیفون پر گوگل مَیپ کے ذریعہ مختلف راستے اور محلوں کی نشان دہی حاصل کرتا ہے اور گھر میں بیٹھ کر ٹی وی پر دنیا میں ہونے والے واقعات کو آن لائن اسی وقت دیکھتا ہے. اب ذرا غور کیجئے اللہ ہی کے علم سے انسان یہ سب کام کر کے بے جان چیزوں سے مختلف کام ریموٹ کے ذریعہ لے رہا ہے. اللہ تعالیٰ تو علم کا خزانہ ہے وہ ''اَلْعَلِیْم'' ہے اس کو بے جان چیزوں کو ہدایت دینے مشکل کیوں ہوگی؟ وہ تو ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے دنیا کی مخلوقات ہماری نظروں میں بے جان ہے اللہ کے لئے بے جان نہیں۔

دنیا کی زندگی میں مادی چیزوں سے بھی ہدایت کا انتظام کیا گیا:

چنانچہ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں انسانوں کی سدھار اور فائدہ کے لئے زندگی کے ہر شعبے کے لئے ہدایت ورہنمائی کر رہا اور یہاں تک کہ دنیا کی زندگی میں سفر کے لئے

تاریک ریگستانوں اور سمندروں کے اندھیروں میں ستاروں سے راستہ معلوم کرنے کی ہدایت کا انتظام کیا اسلئے کہ زمین پر وادیاں ،جنگل ،صحرا، پہاڑ رکھے آسمان کی طرح سپاٹ نہیں بنایا اور انسان کے لئے جب اس نے زراعت کرنے کی ہدایت جانوروں کو پالنے اور ان کی بیماریوں کو دور کرنے کی ہدایت انسانی جسم کی بیماریوں کو دور کرنے کی ہدایت ،مختلف سامان بنانے کی ہدایت،لباس بنانے کی ہدایت یہ سب چیزوں کا انتظام کیا ہے .تو انسان کو روحانی واخلاقی اور شعوری زندگی کی ہدایت کیوں نہیں دے گا ؟ بے شک اللہ نے ہر زمانے میں پیغمبروں پر وحی نازل کر کے شعوری اور روحانی زندگی کی ہدایت بھی وحی نازل کر کے عطا فرمایا.تا کہ انسان پیغمبروں کی تربیت ورہنمائی سے اللہ کی پہچان اور عبدیت وبندگی کے طریقے سیکھے اور صحیح زندگی گزارے اس کو صرف ضمیر کی حد تک علم کی رہنمائی پر نہیں چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ بے شعور انسانوں کو ہدایت نہیں دیتا:-

اللہ تعالیٰ یہ ہدایت زبردستی نہ چاہنے اور ہدایت سے بے پرواہ غافل، نا سمجھ ،بیوقوف ، بے شعور انسانوں کو نہیں دیتا.جس کو وہ چاہے زبردستی راہ راست کی ہدایت نہیں دیتا اس ہدایت کے حاصل کرنے انسان کو اپنے اندر حق کی چاہت وسچائی کو پسند کرنا،تعصب ہٹ دھرمی،غصہ،بغض عداوت، جہالت سے دور رہنا ہوگا،ضمیر کا ساتھ دینا ہوگا. ماں باپ معاشرے کی اندھی تقلید سے بچنا ہوگا.نیکی اور بھلائی کو پسند کرنا ہوگا غلو سے بچنا ہوگا حق وباطل کو سمجھنے اپنے دل ودماغ کو استعمال کرنا ہوگا.اسکی آسان مثال یہودی ونصاری کی ہے. یہود نے حضرت موسیٰ ؑ کے غلو،تعصب،بغض وغصہ سے حضرت عیسیٰ ؑ اور حضرت محمد ؐ کو نہیں مانا.انجیل اور قرآن کا انکار کیا.عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کے غلو میں حضرت محمد ؐ اور قرآن کا انکار کیا. یہود کو غصہ،بغض،عداوت یہ تھی کہ آخری نبی بنو اسماعیل میں کیوں بھیجا گیا؟ بنی اسرائیل میں کیوں نہیں آیا.حالانکہ تورات وانجیل میں آخری نبی کی نشانیاں اور علامتیں اور آخری وحی کی نشاندہی کر دی گئی

تھی۔اور وہ لوگ اپنی اولاد سے زیادہ حق کو پہچانتے تھے۔اور آخری نبی کا انتظار کر رہے تھے۔پھر بھی جاننے کے باوجود انکار کیا۔ اسلئے انہیں قیامت تک ذلیل وگمراہ کیا گیا اور لعنت فرمائی۔جو لوگ اپنی حالت نہیں بدلتے اللہ انکی حالت نہیں بدلتا۔

حضرت ابوطالب باوجود رسول اللہ ﷺ کی دعوت دین میں بہت زبردست سہارا بنے ہوئے تھے۔اپنے بیوی بچوں کو حق قبول کرنے سے نہیں روکا۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بچپن سے جوانی تک سارے حالات دیکھتے رہے اور خاص طور پر شام کے تجارتی سفر میں گرجا کے راہب بوہیرہ نے نشانیاں جان کر رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی بشارت بھی انکو بتلایا تھا۔پھر بھی وہ سرداری کی خاطر لوگوں کے تانے سننے سے بچنے کی خاطر ہدایت یعنی سچائی کو قریب سے جاننے کے باوجود قبول کرنے سے انکار کیا۔بیشک اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جسے دینا نہیں چاہتا وہ کبھی ہدایت حاصل نہیں کر سکتا۔

اللہ کے نزدیک خاندان،حسب ونسب،عہدہ کرسی،دولت مند،اہل علم،مرد یا عورت کسی کی کوئی اہمیت نہیں جو شخص اللہ کے لئے تڑپے اللہ کی عبدیت وبندگی کا خواہش مند ہو،جو حق کو پہچاننا چاہتا ہو،اسلام وغیر اسلام کے فرق کو سمجھتا ہو اور انسانوں کی گمراہی سے بیزار ہو،اللہ اس سے محبت کرتا اور اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے۔اس کو ہدایت کے راستے دکھاتا ہے اور ہدایت عطا کرتا ہے۔اس نے حضرت نوحؑ کے بیٹے کو ہدایت سے محروم کر دیا،حضرت لوطؑ کی بیوی کو ہدایت نہ دی۔اس لئے کہ انہوں نے حق کا ساتھ نہ دیا اور حق کو پسند نہ کیا۔اس نے فرعون کی بیوی اور نوکرانی کو ہدایت عطا فرمائی اس لئے کہ انہوں نے حق کو پہچان کر حق کو چاہا اور ساتھ دیا۔ابوجہل خاندان میں برابری کا احساس رکھ کر پیغمبری کا دعوی کرنے کسی کو اپنے خاندان میں نہ پایا اور حق جانتے ہوئے حق اور ہدایت حاصل کرنے سے انکار کیا۔ابولہب خاندان میں اپنی بڑائی اور دولت،اولاد کا احساس رکھ کر حق کا انکار کیا ہدایت سے محروم رہا۔حضرت خدیجہ الکبریٰؓ رسول اللہ ﷺ کے حالات سے متاثر ہوگئی اور رسول اللہ کو حق پر جان کر ساتھ دیا سب

کچھ لٹانے تیار رہی اللہ نے ان کو ہدایت کیساتھ ام المؤمنین کا درجہ عطا فرمایا. زید بن حارثہ جو غلام کی حیثیت سے حضور ﷺ کے پاس آئے حضور ﷺ کو پہچان کر اپنے باپ اور چچا کے پاس جانے سے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لا کر حق کا ساتھ دیا اور ہدایت سے آراستہ ہوئے اور بہت بڑے صحابی بنے۔

حدیث میں ہے کہ جب اللہ کسی سے محبت کرتا ہے تو اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے. حضرت سلمان فارسیؓ مجوسی تھے. اپنے والد کے اکلوتے بیٹے تھے. وہ ان کو گھر سے باہر جانے نہیں دیتے تھے. ان کی تڑپ اور چاہت پر اللہ نے ان کے لئے ایسے حالات پیدا کئے کہ وہ فارس سے مدینہ غلام بنا کر لائے گئے. باوجود یہودی کے غلام بنے ہوئے تھے. حضور ﷺ کی نبوت کی اطلاع پر جانچ کرنے رسول اللہ ﷺ کے پاس صدقہ دینا چاہا رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا. پھر وہ دوسرے دن ہدیہ کے طور پر پیش کیا اور مہر نبوت دیکھنے بے چین تھے. رسول اللہ ﷺ جان گئے اور باتوں باتوں میں اپنی پیٹ سے ذرا چادر ہٹائی حضرت سلمان فارسیؓ نے پیچھے سے دیکھ لیا اور پھر اللہ نے انہیں ہدایت سے نوازہ. جو لوگ ہدایت کے لئے تڑپے ان کو اللہ ہدایت سے نوازتا رہا. حضرت سلمان فارسیؓ بھی حق اور سچائی کے طلبگار بن کر پیغمبر کی تلاش میں نکلے تھے ان کا مال راستے میں دھوکے سے لوٹ کر غلام بنا لیا گیا مگر اللہ نے اپنی حکمت سے ان کو مدینہ لا کر ایمان سے نوازہ ہے.

چنانچہ حضور ﷺ کے زمانے سے لیکر آج تک یہود و نصاری کو سدھرنے اور سنبھلے کا موقع اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے مگر وہ اسلام اور رسول اللہ کیساتھ نفرت، بغض، عداوت، دشمنی ہی رکھے ہوئے ہیں. اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں اور آج تک اسلام کے خلاف جھوٹا پروپگنڈہ کرتے آرہے ہیں. اس لئے ہدایت سے محروم ہیں. قرآن کہتا ہے کہ نصاری کے مقابلے یہود اور بت پرست مشرک بہت زیادہ اسلام سے دشمنی رکھتے ہیں. چنانچہ ہر زمانہ میں نصاری کے عقل مند، سمجھدار لوگ جو سلیم الفطرت تھے اور ہیں اور نیکی کو پسند کئے اور کر رہے ہیں ان کے ضمیر حق کی تلاش کئے. اللہ نے مشرک اور

یہود کے مقابلے نصاری کی زیادہ تعداد کو ہدایت عطا فرمایا اور فرمارہا ہے اس لئے انسان کبھی بھی عقل وفہم میں حق بات آجانے کے باوجود تعصب ہٹ دھرمی اختیار نہیں کرنا چاہئے اور حق کی مخالفت سے بچ کر باپ دادا کی اندھی تقلید کو جہالت، نادانی، بیوقوفی جان کر باطل کو باطل سمجھ کر حق کا ساتھ دینے کا ارادہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس لئے ہدایت کے راستے کھول دیتا ہے. حضرت صفیہؓ یہودی باپ چچا اور شوہر کو یہودی دیکھ کر ان کے ساتھ پرورش پانے کے ان سے اسلام اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت سننے کے باوجود حق اور سچائی کو پہچانا. باپ چچا کو باطل جانا تو اللہ نے انہیں ہدایت سے نوازہ اور ام المؤمنین کا مقام عطا فرمایا. اسی طرح حضرت ابوذر غفاریؓ جوڈا کو تھے. جب حضور ﷺ کے تعلق سے سنے کہ وہ پیغمبر ہیں تو اپنے بھائی کو تحقیق کے لئے بھیجا پھر خود آکر ایمان قبول کئے. اللہ تعالیٰ جب ہدایت دینے پر آتا ہے تو اس طرح حق کی تڑپ پیدا کر کے ہدایت سے نوازتا ہے. اس کے نزدیک حسب نسب، مالداری غربت اور سرداری کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔

وحی الٰہی انسانوں کے لئے بارش کی مانند ہے:-

وحی کا حال بارش کی مانند ہے. جب آسمان سے بارش برستی ہے تو بارش کا پانی زمین کے مختلف حصوں پر سے بہتا ہوا گزرتا ہے. زمین کے وہ حصے جو نرم اور زرخیز ہوتے ہیں اس بارش کے پانی کو لے کر مزید نرم اور زرخیز بن جاتے ہیں اور زمین کے وہ حصے جو بنجر اور پتھریلے ہوتے ہیں. باوجود یہ پانی کے گزرنے سے وہ بنجر اور سخت کے سخت ہی رہتے ہیں. اسی طرح وحی الٰہی کی مثال بارش کی مانند ہے. جب وحی الٰہی انسانوں کے سامنے پیش کی جاتی ہے تو انسانوں کے وہ دل جو نرم اور صحیح فطرت پر جمے رہتے ہیں اس وحی سے متاثر ہو کر اس پر ایمان لاتے اور جو لوگ اپنی فطرت کو بگاڑ لیتے اور سخت ہو جاتے ہیں وہ وحی الٰہی کا انکار کر بیٹھتے اور نہیں مانتے. اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کیلئے قرآن مجید کو آخری ہدایت کی کتاب بنا کر نازل کیا اور اس ہدایت کو دنیا میں رمضان کے مہینے کی شبِ قدر میں نازل کیا. ویسے تمام آسمانی ہدایات کی کتابیں

اور صحیفے رمضان ہی میں نازل کئے گئے. حضرت ابراہیمؑ پر صحیفے یکم رمضان یا ۳ رمضان کو، تورات ٦ رمضان کو اور انجیل ١٨ رمضان کو عطا کی گئی۔

قرآن مجید کو آخری ہدایت کی مکمل کتاب بنا کر نازل کیا گیا اور اسے ''**هُـــدًى لِلنَّاس** '' اور ''**هُـدًى لِلْمُتَّقِيْن** '' کہا گیا ایسے لوگ جو نیکی کو پسند کرتے اور گناہ سے نفرت کرتے ان کے لئے یہ کتاب ہدایت ہے اس کتاب کے ذریعہ انسانوں کو ہدایت کی گئی. جو انسان کی فطرت کے مطابق ہے اسی سے صراط المستقیم مل سکتا ہے .اس کے علاوہ صراط المستقیم کہیں سے حاصل نہیں کرسکتا۔

اس ہدایت میں انسانوں کو کن چیزوں کی رہنمائی کی گئی:۔

اس کے ذریعہ انسان کا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسا ہو. وہ اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی کیسے کریں. فرشتوں پر عقیدہ کیسا رکھیں، پچھلی کتابوں کو کس طرح مانیں اور پیغمبروں پر ایمان کیسا رکھیں، آخرت کو کیسے مانیں، اللہ کی تقدیر پر یقین کیسے کریں تعلیم دی. اگر کوئی اس میں سے کسی ایک چیز کی بھی انکار کردے یا شک میں مبتلا ہو تو اس کا ایمان ایمان نہیں ہوگا اور وہ اس کتاب سے ہدایت حاصل نہیں کرسکے گا.

اس کتاب پر ایمان لانا اس لئے ضروری ہے کہ انسان جب دنیا میں پیدا کیا گیا تو اس کو زندگی گزارنے کا ضابطہ وقانون معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ کس طرح اللہ کی اطاعت وبندگی کرے اور کس طرح اللہ کو مانے، وہ کس طرح اہل وعیال والا بنے، کس سے نکاح کرے اور مال کیسے کمائے، کن کن چیزوں سے دور رہے، کن کن چیزوں کو استعمال کرے، شرک کیا ہے، کفر کیا ہے، منافقت کیا ہے، فسق وفجور کیا ہے. ہدایت کا یہ علم کسی دوسری مخلوق کو نہیں دیا گیا

ہدایت یافتہ لوگ کون کہلائیں گے:۔

اب اگر ایمان لانے کے بعد اگر کوئی اس ہدایت کے مطابق عقیدہ رکھتا ہے اور اُسی ہدایت کے مطابق عبادت وبندگی کرتا ہے، اسی ہدایت کے مطابق معمولات

،معاشرات، اخلاقیات رکھتا ہے اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کرتا ہے تو صحیح معنیٰ میں وہ ''**اِهۡدِنَاالصِّرَا طَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ**'' پر ہے۔ ورنہ اس کو اپنا جائزہ لینا ہوگا۔ جو لوگ منافق ہوتے ہیں بظاہر اللہ کے احکام کی ریا کاری کے لئے عبدیت و بندگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ ہدایت یافتہ نہیں کہلاتے۔ اللہ تعالیٰ اُس قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔ اس لئے اللہ زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتا۔ یہی وہ ہدایت کا راستہ ہے جس سے انسان کو عزت ملتی ہے اور اگر اس ہدایت سے منہ موڑ لے تو وہ دنیا میں گندگی ناپاکی وذلت کی زندگی گزارتے ہیں۔ حدیث میں فرمایا گیا اس شخص کا قرآن پر کوئی ایمان نہیں جس نے حرام کو حلال کرلیا۔

قرآن مجید کو سب سے پہلے ہدایت حاصل کرنے تلاوت کرنا ہوگا

یہ ہدایت عربوں کے لئے عربی میں جو ان کی مادری زبان ہے۔ اتاری گئی ان کو بھی اس ہدایت کو سمجھنا رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے۔ بغیر سمجھے تلاوت کرلینے سے ہدایت حاصل نہیں ہوجاتی۔ سب سے پہلے ہدایت حاصل کرنے سمجھ کر تلاوت کرنا ہوگا۔ اس ہدایت کی خاص خوبی یہ ہے کہ جو اس کتاب سے ہدایت حاصل کرنے کی نیت سے تلاوت کرے گا اسے ان شاء اللہ ضرور ہدایت ملے گی۔ آج جو غیر مسلم اس کو سمجھنے اور رہنمائی حاصل کرنے پڑھ رہے ہیں ان کو ہدایت مل رہی ہے۔ جو لوگ اس کو صرف برکت کی نیت سے پڑھیں گے اس کو صرف برکت ہی ملے گی۔ جو لوگ شیطان بھوت بھگانے کی نیت سے اور تعویذ گنڈوں کی نیت سے عملیات کریں وہ ہدایت نہیں پاسکتے۔ جو لوگ قانون کی پابندی میں بغیر سمجھے تلاوت کریں گے ان کو اتنا ہی فائدہ ہوگا۔

آج مسلمان اس کتاب سے ہدایت کی نیت سے کم مگر نیا گھر، نئے کاروبار یا مُردے کو موت کی تکالیف سے چھٹکارہ دلانے یا جسم کی بیماری کو دور کرنے تلاوت کررہے ہیں۔ وہ ہدایت تو حاصل نہیں کررہے ہیں۔ خالص توحید سے دور ہیں۔ توحید کے ساتھ شرک اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو شرک کی تفصیل ہی نہیں معلوم ہے۔ اس لئے انسان کو اس کتاب پر ایمان لاکر سمجھ کر تلاوت کرنا اور اپنی زندگی کا ضابطے وقانون

بنانا ہوگا. چونکہ یہ ضابطہ وقانون آسمان سے نازل ہوا اس لئے اسے کتابِ الٰہی ماننا ضروری ہے.انسان مذہب کا محتاج ہے اور مذہب زندگی گزارنے کا ضابطہ اور قانون بتاتا ہے انسان انسان کے لئے زندگی کا ضابطہ وقانون بنا کر نہیں دے سکتا.انسان کا مالک ہی اسے بنا کر دے سکتا ہے .اس لئے اللہ نے آسمان سے وحی کی صورت میں قرآن نازل کیا.اس پر ایمان لانے اللہ پر کامل یقین کرنا ہوگا اللہ کو اپنا مالک اور پروردگار ماننا ہوگا۔

جولوگ اس ہدایت کا انکار کریں وہ اللہ کی صفتِ ہادی کا انکار ہوگا:

جوانسان اس ہدایت کا انکار کرے گا وہ گویا اللہ کی ہدایت کا انکار ہوگا.اور اس انکار کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کا انکار ہوگا.وہ اپنے اس انکار سے یہ اظہار کرے گا کہ اسے ہدایت ورہنمائی کی ضرورت نہیں .وہ گمراہی میں اندھوں کے ساتھ اندھا بنا رہنا چاہتا ہے.وہ روشنی میں رہنا اور آنکھ والا بننا نہیں چاہتا.وہ جتنے بھی اعمال کرے گا وہ غیر فطری اور بغاوت والے ہوں گے.جیسے شرک کرنا،کفر کرنا، مخلوقات کی عبادت کرنا،جھوٹ بولنا،چوری کرنا،مردار حرام کھانا،ناپاک رہنا،بے پردہ نیم عریاں لباس پہننا،قتل کرنا،امانت کھاجانا، زنا کرنا،ناچنا گانا،ناانصافی کرنا،جوا کھیلنا،فضول خرچی کرنا،شراب پینا وغیرہ. چنانچہ دنیا میں ہر زمانے کی کثیر انسانوں کی تعداد اللہ کی نازل کردہ ہدایت کا انکار کر کے زندگی گزاری اور اپنے آپ کو ان اعمال رضیلہ کی وجہ سے شیطان کی جماعت میں شریک رہے اور دنیا میں بے سکون،ذلت کی زندگی میں مبتلا رہے.اور دنیا سے ناکام گزر کر آخرت میں بھی گھاٹے اور خسارے میں رہیں گے۔

قرآن مجید انسانوں کے لئے روح ہے:۔

اللہ تعالیٰ اس ہدایت کو نور اور روح بھی کہا ہے.یعنی روح سے مراد جاندار زندگی، اب اگر کوئی انسان روح ہی قبول نہ کرے تو وہ چلتی پھرتی زندہ لاش کی مانند ہوگا. اندھا بہرا ہوگا،روحانی بینائی سے محروم رہے گا،دل کا اندھا ہوگا،جانوروں سے بھی بدتر

رہے گا.اس میں اور مُردہ لاش میں فرق نہیں رہے گا.اس کی زندگی بے لگام جانوروں کی طرح ہوگی.جس کی مثال غیر ایمان والوں کی اور کمزور ایمان والوں کی زندگی میں نظر آتی ہے .جوکوئی اس آسمانی ہدایت کا انکار کرے تو پھراس کوکوئی ہدایت دے ہی نہیں سکتا.شیطان اس پر قابض ہو جاتا ہے.اس ہدایت سے ہٹ کر دنیا میں جتنے راستے ہیں وہ سب گمراہی کے ہیں.جہنم کی طرف لے جانے والے ہیں.صراط مستقیم کے خلاف ہیں جس طرح مُردہ انسان صحیح غلط ،اچھابرا،حق وباطل نہیں سمجھ سکتا اسی طرح اس ہدایت کا انکار کرنے والا مردہ لاش کی طرح زندہ رہتا ہے۔

امت کے اکثر افراد اپنے پیغمبر کے بعد ہدایت سے دور ہوکر آہستہ آہستہ شرک میں گرفتار ہوتے گئے:-

بنی اسرائیل جب تک پیغمبروں کی تربیت میں رہتے تھے اور اللہ کی عبدیت کرتے تھے ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد اللہ کی ہدایت کے خلاف توحید کو چھوڑ کر شرک کوملادیا.امتِ مسلمہ کی بڑی تعداد بھی پیغمبروں کا سلسلہ بند ہوجانے کے بعد اور حضور ﷺ کے دنیا سے چلے جانے کے بعد علماء حضرات سے برائے نام تربیت حاصل کرکے ہدایت الٰہی کے خلاف مشرکوں اور باغیوں کے ساتھ رہتے ہوئے مشرکانہ عقائد واعمال میں گرفتار ہوتے چلے گئے.بت پرستی نہ بھی کریں تو اس کی شکلیں بدل کر شرکیہ عقائد واعمال کا مظاہرہ دوسری قوموں کے سامنے کیئے.اس لئے اللہ نے ایمان والوں کو ''**اِھۡدِنَاالصِّرَا طَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ**'' کی دعا بار بار مانگنے کی تعلیم دی اور ان کو بنی اسرائیل کے آئینہ میں اپنی تصویر دیکھنے کی تلقین کی.

بہت زمانے سے اسلام مسلمانوں کی محنتوں سے کم اپنے اثر سے پھیل رہا ہے:-

موجودہ زمانے میں زیادہ تر اسلام مسلمانوں کی محنتوں سے کم اپنے اثر سے پھیل رہا ہے.اکثر غیر مسلم کتاب الٰہی کو پڑھ کر ہدایت حاصل کررہے ہیں.اس میں مسلمانوں

کی محنتوں کا بہت کم حصہ ہے،نہیں کے برابر ہے.کل قیامت کے دن امتِ مسلمہ سے اللہ تعالیٰ سوال کرسکتا ہے کہ کیا تمہاری حکومتیں ،تمہاری پارلیمنٹ،تمہاری عدالتیں، تمہارے دفاتر،تمہارے کاروبار،تمہاری دوستی ودشمنی،تمہارا کمانا خرچ کرنا سب کچھ میری ہدایت کے مطابق تھا کیا تمہارا قول وفعل سے دوسری قوموں کو میری ہدایات نظر آتی تھیں.جب کہ تم کو پوری دنیا کا امام بنایا گیا تھا.اور دوسری قوموں کے درمیان رکھا گیا تھا۔

دعا صراط مستقیم کی کرتے جان بوجھ کر راستہ مغضوب وضالین کا پسند کرتے ہیں:-

" صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْن"
چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تونے فضل فرمایا.بچا ان لوگوں کے راستے سے جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور خود راستے سے بھٹک گئے.

عجیب بات ہے کہ ایمان کا دعوی کرنے والے بے شعور مسلمان نماز میں باربار **''اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ''** کہہ کر یہ دعا مانگتے اللہ اور اس کے رسول کے وفادار ہونے کا زبان سے اظہار کرتے ہیں.پھر نماز سے باہر زندگی کے اعمال میں زیادہ تر اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر نبیؐ کی اتباع کرنے کے بجائے جن پر غضب نازل ہوا اور جو بھٹکے ہوئے ہیں،جو مشرک اور باغی ہیں.ان لوگوں ہی کے کلچر اور تہذیب کو اعلیٰ عمدہ کلچر سمجھتے اور ان ہی کے طور طریقے کی نقل میں زندگی گزارتے ہیں.جان بوجھ کر اپنی اولاد کو بھی مغربی تہذیب وکلچر کے شیدائی بناتے ہیں.خود بھی اسی تہذیب وآداب ومعاشرت کی تقلید کرتے ہیں.اپنا وقت اور دولت سب کچھ اسی تہذیب کو اختیار کرنے میں خرچ کرتے ہیں.پھر اپنے آپ کو ایمان والا جنتی سمجھ کر فخر کرتے ہیں.ایسے لوگ اللہ کا حق صرف نماز،روزہ،زکوۃ یا نیم پردہ کی حد تک ہی ادا کرتے ہیں.باقی تمام زندگی کے کام کائنات کے مالک کی نہیں بلکہ باطل آقاؤں کی غلامی اور اطاعت میں گزارتے اور اللہ سے نڈر بن کر کے اللہ کے مقام پر اپنے نفس کو اور مغضوب وضالین والے

انسانوں کو بٹھاتے ہیں.ان کو زمین پر حکومت ملے تو اپنی حکومت کی خاطر اللہ کے احکام کی جگہ گمراہ انسانوں کی اطاعت کرتے اور حکومت میں انہیں کے احکام وقانون بنا کر حکومت کرتے ہیں.نماز میں یہ دعا زبانوں پر رٹی ہوئی بے شعوری کے ساتھ مانگتے ہیں دعا تو نبیین ،صدیقین اور صالحین کے راستے کی یعنی انعام یافتہ لوگوں کے راستے کی مانگتے ہیں.مگر جان بوجھ کر سیدھے راستے کے خلاف گمراہوں کی تقلید کرتے ہیں.اگر ان کو حقیقت میں اسلام ہی سیدھا سچا راستہ سمجھ میں آتا اور اس کا یقین ہوتا تو وہ کبھی سیدھے راستے کو چھوڑ کر آگ اور بول وبراز کی وادیوں میں نہیں بھٹکتے اندھیروں اور اندھوں کے راستے پر نہیں چلتے.

باشعور مسلمان اس آیت سے اپنی زندگی کو ہدایت پر چلانا چاہتا ہے ''**اِهْدِنَــا الصِّرَا طَ الْـمُسْتَـقِيْمَ**'' کے ذریعہ ایک باشعور مسلمان اپنے دل ودماغ کو حاضر رکھ کر اللہ سے اس راستہ کی صحت مانگتا اور اس راستے کی ہدایت کے لئے دل میں اطمینان مانگتا.اس راستے پر چلنے کا ذوق وشوق مانگتا.اس راستے کی مشکلیں آسان کردینے اور اس پر چلا دینے کے بعد گمراہ راستوں سے بھٹکنے سے بچانے کی دعا مانگتا، اس راستے کے لئے آنکھیں دل ودماغ فہم کھول دینے کی دعا منگتا.اسکے ساتھ دوسری آیت میں مثبت پہلو کے بعد گمراہ اور منفی پہلو کا اظہار کر کے مغضوب اور ضالین کے راستوں سے بچانے کی دعا مانگتا ہے اور اس دعا کرنے کے بعد مغضوب وضالین سے اپنی بے زاری کا اظہار بھی کرتا ہے.جو سیدھے راستے سے منہ موڑے اور بھٹک گئے.

ہدایت ملنے کے بعد ایمان کے اثرات عمل سے ظاہر ہوتے ہیں:

اسلام عقیدہ ایمان کی جو ہدایت اور تعلیم دیتا ہے وہ ایک ایسا زندہ جاندار عقیدہ ہے جو دل ودماغ میں یقین بن کر اترتا اور انسان پر حکومت کر کے انسان کو کچھ کرنے اور کچھ نہ کرنے پر مجبور کرتا ہے.اور انسان کی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی ہدایت کا رنگ ظاہر کرتا ہے.یہ کیفیت انسان کی اسی وقت ہوسکتی ہے جب انسان اللہ کی

ہدایت کو عقل وفہم سے مطمئن ہو کر ماننے اور دل اس پر مطمئن ہو.

بے شعوری والا ایمان انسان کی شخصیت تعمیر نہیں کرسکتا:-

جولوگ باپ دادا کی تقلید میں یا نسلی اعتبار سے بے شعوری کے ساتھ قانونی فقہی اعتبار سے قرآن مجید کو اللہ کی ہدایت اور کلام مانتے ہیں.وہ ماحول اور معاشرے کے محتاج ہوتے ہیں ان پر ماحول و معاشرہ کا رنگ چڑھا رہتا ہے.جیسا ماحول ملا ویسا رنگ اختیار کر لیتے ہیں جس کی عام مثال رمضان میں مسلم معاشرے کی نظر آتی ہے.یہ لوگ بغیر علم حاصل کئے صرف جہالت و بے علمی کے باپ دادا کی تقلید میں دوسروں کی نقل کرنا سیکھ جاتے ہیں.اللہ تعالیٰ کو ایسا بے شعور ایمان والا عقیدہ پسند نہیں ہے.یہ عقیدہ ایمان کسی انسان کی قرآن مجید کے مطابق شخصیت تعمیر نہیں کرسکتا اور شرک میں مبتلا انسان کو راہ راست صراط المستقیم پر نہیں لاسکتا۔

شعوری ایمان ہی انسان کی شخصیت کو تعمیر کرتا ہے:-

جولوگ شعوری اور حقیقی عقیدہ ایمان رکھتے ہیں .وہ اپنے جذبات ،خیالات اوراحساسات میں زندہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم پہاڑ جیسے مضبوط ہوتے ہیں.اللہ کی عبدیت و بندگی کو زندگی کے ہر شعبے سے ظاہر کرتے ہیں.یہ عقیدہ ایمان ان کو ایسا انسان بنا دیتا ہے جو پوری سوسائٹی میں وہ ممتاز اور بے مثال ہوتے ہیں

ہدایت سے دور رہنے والوں کا عقیدہ اور عمل الگ الگ ہوتا ہے:-

اس وقت اکثر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ وہ زبان سے ایمان اور اسلام کی بات کرتے ہیں مگر اعمال سے مغضوب اور ضالین کا رنگ پیش کرتے ہیں.نام اسلام کا لیتے اور ظاہر میں غیر اسلام کی شکلیں ظاہر کرتے ہیں اور زبان سے اسلام کا،قرآن کا اور ایمان کا اظہار واقرار کرتے ہیں مگر ان کا ایمان حلق سے نیچے دلوں میں نہیں اترتا. ہدایت ان کے دل میں نہیں اترتی.ان کو رسول کے طریقے میں عزت وکامیابی نظر نہیں آتی.یہود ونصاریٰ کی تہذیب میں عزت اور اعلیٰ کلچر نظر آتا ہے.جن پر اللہ کا غضب ہے

اوروہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں. جب وہ دنیا ہی میں بھٹکے ہوئے ذلت اور گمراہ راستے کو پسند کررہے ہیں تو آخرت میں کیسے کامیاب ہوں گے. ایسے لوگوں کا عمل یہ بتلاتا ہے کہ وہ قرآن پر ایمان کو ظاہر کرتے اور "اِهْدِنَاالصِّرَا طَ الْمُسْتَقِيْمَ " کی دعا بھی مانگتے مگر اپنے اعمال میں مغضوب اور ضالین کی تقلید ہی میں کامیابی سمجھتے ہیں. بظاہر مسلمان ہوتے ہوئے اُن کی نمائندگی کرتے ہیں. یہ کیفیت اس لئے ہوگی کہ وہ اللہ کی نازل کردہ ہدایت کو سمجھنا نہیں چاہتے. صرف باپ دادا کی آنکھیں بند کرکے تقلید کرتے، سنی سنائی باتوں اور سماج کے طریقوں پر دین کی پابندی کرنا چاہتے ہیں. ان کا عقیدہ ایمان بے شعور کمزور یا بیمار بنا ہوا ہوتا ہے. غیر مسلموں کی طرح عقیدہ ایک ہوتا ہے اور عمل اس کے خلاف ہوتا ہے. انکی اصلاح اسی وقت ہوسکتی ہے جب وہ اللہ کی نازل کردہ ہدایت قرآن مجید پر صحیح اور زندہ عقیدہ مان کر یقین پیدا کریں. انسان کے لئے عقیدہ ایمان ہی جڑ ہے. اسی سے "اِهْدِنَاالصِّرَا طَ الْمُسْتَقِيْمَ " والے اعمال کی شاخیں نکلتی ہیں. جس طرح جڑ مضبوط ہوں تو وہ عمل کی شکل میں بھی پھول اور پھل ظاہر کرتا ہے. جولوگ "اِهْـدِنَــاالصِّرَا طَ الْـمُسْتَقِيْمَ " پر چلنے کو پسند نہیں کرتے وہ دراصل ہدایت سے دور اور عقیدہ ایمان میں یقین سے خالی ہیں یا بے شعوری والا تقلیدی قانون ایمان رکھتے ہیں. منافقین اور مشرکین بھی کتاب الٰہی سے ناواقف رہ کر اپنے آپ میں مطمئن رہتے ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں صرف قرآن وحدیث چاہئے کسی دوسرے کی اطاعت ورہبری کی ضرورت نہیں:-

"اِهْـدِنَاالصِّرَا طَ الْـمُسْتَقِيْمَ " کے جواب میں یہاں اتنا کہہ دینا بھی کافی تھا کہ صراط المستقیم قرآن اور صراطِ رسول ہے. خاص طور پر اللہ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا کہ صراط مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر اللہ کا انعام ہوا اور وہ گمراہ ہونے سے دور رہے. جو نبیین، صدیقین، شہدائے وصالحین ہیں. "اَلَّـذِيْـنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ‘‘پھر آگے فرمایا نہ ان لوگوں کا راستہ جن پر اللہ کا غضب ہوا اور جو راستے سے گم ہو گئے. یہ وہ لوگ مراد ہیں جو دین کے احکام جاننے اور پہچاننے کے باوجود شرارت یا نفسانی اغراض کی وجہ سے بغاوت کئے اور افراط وتفریط کا شکار ہو گئے. صراط المستقیم کے جواب میں خاص طور پر صرف صراط الرسول یا صراط القرآن فرمانا بھی کافی تھا جو مختصر بھی تھا اور واضع بھی. اس لئے کہ پورا قرآن درحقیقت صراط مستقیم کی تشریح ہے اور رسول اللہ کی احادیث اس کی نقل ہے. مگر اللہ نے دو آیتوں میں منفی پہلو بھی بیان کر دیا. مطلب یہ کہ اگر سیدھا راستہ چاہتے ہو قرآن وحدیث سے ہدایت ورہنمائی چاہتے، ہو تو ان لوگوں سے ہدایت حاصل کرو جو انعام یافتہ ہیں یعنی یہ اہلِ علم سے سیدھے راستے کی رہنمائی حاصل کرنا ہوگا. دنیا میں ہر علم اور ہر شعبے کا جاننے والا صرف کتاب پڑھ کر رہنمائی حاصل نہیں کرتا خاص طور پر جونیر ڈاکٹر، سینئر ڈاکٹر کے ساتھ، جونیر وکیل، سینئر وکیل کے ساتھ، تاجر تجربے والے تاجر سے رہنمائی حاصل کر کے تربیت حاصل کرتا ہے. کوئی ڈاکٹر کتاب پڑھ کر کسی بھی انسان کے جسم کا چیر پھاڑ نہیں کرتا. کتاب پڑھ کر بغیر سیکھے خود بخود مردے کے جسم کو چیر کر علم حاصل نہیں کر لیتا. اس لئے ضروری ہے کہ سیدھے راستے کا علم کتاب الٰہی اور حدیث رسول کا علم جاننے والوں سے سیکھ کر حاصل کیا جائے ورنہ گمراہی میں مبتلا ہو جائیں گے. بہت سے انسان سلف اسٹڈی کر کے یا اہل علم کو نہ مان کر گمراہ ہوئے. کہتے ہیں کہ قرآن جب آسان ہے تو کیا ہم خود سمجھ نہیں سکتے ’’**وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ** ‘‘بعض لوگ یہ بات سن کر کہتے ہیں اللہ نے قرآن کو تو آسان کیا ہے اور ہمارے لئے نصیحت حاصل کرنے آسان بنا دیا ہے. اس لئے ساری ہدایات قرآن وحدیث سے آسانی سے مل جاتی ہیں. ہم ائمہ وصلحاء کو کیوں مانیں. ہمیں صرف قرآن وحدیث کافی ہے. ذرا غور کیجئے کہ رسول اللہ ﷺ تو دنیا میں قیامت تک رہنے کے لئے نہیں بھیجے گئے تھے. ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد ہم کتاب الٰہی اور حدیثوں کا علم ان کے وارث علماء حضرات ہی سے حاصل کر کے

صحیح رہنمائی حاصل کریں گے. یہی طریقہ صحیح ہے. اگر اہل علم اور انبیاء کے وارثوں کی ضرورت نہیں تھی تو پھر یہاں یہ کیوں نہیں فرمایا گیا کہ صراط مستقیم قرآن ہے. حدیث ہے صرف وہی کافی ہیں. کیوں انعام یافتہ لوگوں کی طرف رہنمائی کی گئی اس لئے کہ انعام یافتہ لوگ جس انداز سے قرآن وحدیث کو سمجھے اور سمجھائے اور عمل کئے وہی رہنمائی صحیح ہوگی. وہ باقاعدہ صحابہؓ سے تابعین سے علم حاصل کر کے ان کی صحبتوں سے فائدہ اٹھا کر دین کی سمجھ اور ہدایت حاصل کئے. اس لئے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے کہ **"فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ"** (پارہ 17، رکوع 1)

جاننے والوں سے پوچھ کر، سیکھ کر علم حاصل کرو، اگر تم نہیں جانتے۔

جب اسلام عرب سے نکل کر عجم میں پھیلا تو وہاں کے لوگ عربی زبان سے واقفیت نہیں رکھتے تھے. اور نہ اب ہے. ہزاروں عورتیں، مرد، بچے، ڈاکٹر، انجینئر اور تاجر کو عربی زبان سے واقفیت ہی نہیں. پھر وہ قرآن وحدیث کو براہ راست کیسے سمجھ سکیں گے. یقینی بات ہے کہ اہلِ علم ہی صحیح رہنمائی وتربیت کر سکتے ہیں. وہی قرآن حدیث سے سیدھا راستہ بتلا سکتے ہیں. رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا **"مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِىْ"** یعنی حق پر وہ جماعت ہوگی جو میرے اور میرے صحابہ کے طرز پر ہوگی. یہاں بھی ماہرین علم کی طرف اشارہ ہے. حالانکہ دنیا سے جاتے وقت آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ قرآن وسنت کو دانتوں سے مضبوطی سے پکڑے رہو. قرآن وسنت پر مضبوطی سے جمے رہنے کے لئے ہدایت یافتہ لوگوں سے ہی رہنمائی حاصل کرنا ہوگا. ورنہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے بن جائیں گے اور ہر فرقہ اپنے آپ کو قرآن وحدیث کا سہارا لے گا. اللہ کے رسول نے فرمایا حق پر وہ جماعت ہوگی جو میرے اور میرے صحابہ کے طرز پر ہو. یہاں حضور ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ حق پر وہ جماعت ہوگی جو قرآن وسنت پر ہوگی. یہاں بھی ماہرین علم کی طرف اشارہ ہے اسلئے صرف کتابیں پڑھ کر تربیت ورہنمائی حاصل نہیں کی جاسکتی. بلکہ ماہرین کتاب کی صحبت اور ان سے سیکھ کر ہدایت حاصل کرنا ہوگا. چونکہ انسان کا معلم ومربی انسان ہی ہوسکتا ہے. صرف کتاب معلم ومربی نہیں

ہوسکتی.اگرصرف کتاب کافی ہوتورسولوں کوبھیجنے کی ضرورت نہ تھی.کتاب کے ساتھ رسول کومعلم بنا کربھیجنااورصراط مستقیم پر چلنے کاعملی مثال ونمونہ بنا کرپیش کرنااور پھر پیغمبر کے دنیا سے چلے جانے کے بعدصراط مستقیم پر چلنے اپنے مقبول بندوں کی فہرست کی نشاندہی کرنااس بات کی دلیل ہے کہ محض کتاب کامطالعہ تعلیم وتربیت کے لئے کافی نہیں ہے. بلکہ ماہر کتاب جوعملی زندگی گزارر ہاہو.اس سے کتاب کی رہنمائی حاصل کرناضروری ہے.جولوگ کتاب الٰہی کوچھوڑ کرصرف اہل اللہ کی صحبتوں میں کتاب کا علم حاصل کئے بغیر رہتے ہیں وہ بھی صحیح رہنمائی حاصل نہیں کرسکتے.

اور جولوگ بغیر جان کاری رکھنے والے بےعمل عالم کے ذریعہ صرف کتاب کا مطالعہ کریں گے.وہ بھی صحیح رہنمائی حاصل نہیں کرسکتے.بعض لوگ یہ تشریح سن کر کہتے ہیں کہ اللہ نے قرآن مجید کونصیحت حاصل کرنے آسان بنادیا ہے.اسے سمجھنے کے لئے کسی علم اوراستاد کی ضرورت نہیں حتیٰ کہ عربی زبان تک سے واقفیت کے بغیر جوشخص چاہے اس کی تفسیر کرسکتا ہے.اورحدیث وفقہہ سے بے نیاز ہوکراس کی آیات سے جواحکام چاہے معلوم کرسکتا ہے.قرآن میں ہر چیزموجود ہے.جب ہر چیزموجود ہے تو اللہ نے بار بارانسانوں کوغوروفکرنے کی تعلیم کیوں دی ہے.اس کے آسان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے وہ مضامین جس میں عبرتناک عذابات اورسرکش قوموں کی نافرمانیاں بتلائی گئی ہیں.مشرکین کے شرک کی تفصیل سمجھائی گئی ہے.ان سے انسان آسانی سے عبرت ونصیحت حاصل کرسکتا ہے.اور جودلائل آفاق وانفس کے دیئے گئے ہیں اوروعظ ونصیحت سے جوتلقین کی گئی ہے وہ تمام باتوں سے نصیحت حاصل کرنا آسان ہے.جس سے ہرعالم وجاہل چھوٹابڑا یکساں فائدہ اٹھاسکتا ہے. یہ تمام باتوں میں انسانوں کوگھاٹے اورنقصان سے بچانے کے آسان طریقے سے ہدایت ورہنمائی کی گئی ہے.جیسے حضرت یوسفؑ کا قصہ، بنی اسرائیل اورفرعون کی نافرمانیاں،قوم لوط،قوم عاد وثمود کے واقعات،حضرت ابراہیمؑ کی دعوت وتبلیغ وغیرہ.مگراس سے یہ لازم نہیں آتا کہ قرآن کریم سے مسائل اوراحکام نکالنا بھی ایساہی آسان ہے.مسائل اوراحکام نکالنے

کاایک مستقل فن ہے جس میں علم سیکھنا، محنت کرنا،قرآن وحدیث پر پوری نگاہ رکھنا ضروری ہے.جولوگ اس آیت کا سہارا لے کر قرآن کی مکمل تعلیم اس کے اصول وقواعد سیکھے بغیر مجتہد بننا چاہتے ہیں اور اپنی رائے سے احکام ومسائل نکالنا چاہتے ہیں. وہ کھلی گمراہی کا راستہ اختیار کر لیتے اور صراط مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں.دنیا کا کوئی بھی علم نہ استاد کے بغیر پڑھا جاتا اور نہ سمجھا جاتا ہے.اسی طرح دنیا کا انسانی حکومتیں اپنی حکومت کو چلانے انسانی دماغوں سے قانون بناتی ہے.پھرعوام کے مسائل کے مطابق اس قانون کے تحت آہستہ آہستہ اس کے بائی لاز (سب قانون) بنائے جاتے ہیں تاکہ اس قانون کے مطابق ان بائی لاز پرعمل کیا جائے.عام انسان خودحکومت کے انسانی قانون کوسمجھنے قانون کے ماہرین سے استفادہ حاصل کر کےعمل کرتا ہے.بائی لاز کواپنے ذہن ودماغ سے نہیں سمجھتا.

اسی طرح قرآن مجید کواللہ نے قیامت تک کے لئے آخری وحی کی شکل میں نازل کیا ہے.دنیامیں قیامت تک انسانوں کوجوں جوں نئے مسائل آئیں گے ان مسائل کاحل قرآن وحدیث ہی کی روشنی میں آئمہ دین نے دیا ہے.اس لئے کہ اب قیامت تک کوئی دوسری نئی کتاب اور نیا پیغمبرنہیں آئے گا.ایسی صورت میں ائمہ دین ہی قرآن وحدیث کے تحت ہمیں رہنمائی کرسکیں گے.اگرہم ان کونہیں مانیں گےتو دین پرچلنے میں رکاوٹ آجائے گی اورہم مشکلات میں گھر جائیں گے.اورگمراہی کا شکار ہوجائیں گے.اور پھر ہمارا دین پرچلنا نامکمل ہوجائے گا.حدیث میں ہے کہ اگر اجتہاد میں صحیح عمل کی ترغیب ہوتو دونیکیاں ملے گی اور اگرغلط ہوجائے تو ایک نیکی ملے گی.اس لئے اہل علم اورائمہ کوپیغمبر نہ مانیں بلکہ ان پربھروسہ کر کے ان کورسول اللہ کی پیروی کرنے والے کی طرف رہنمائی کرنے والا سمجھیں اور یہ سمجھ کراُن مسائل پرعمل کریں کہ ہم اللہ کی ہدایت''**فَسْـئَلُوْااَهْـلَ الـذِّكْـرِاِنْ كُـنْتُـمْ لَاتَـعْـلَمُوْنَ** ''نہیں جانتے ہوتو جاننے والوں سے جان کرعمل کرو کے تحت رسول اللہ کی اتباع ہی کررہے ہیں.جس طرح نماز میں مکبر کے تکبیر کہنے پرامام کا اتباع کیا جاتا ہے.اسی طرح ائمہ دین کے

بتلانے پر رسول اللہ کی اطاعت کی نیت سے عمل کیا جاتا ہے. ائمہ کو نہ رسول مانیں گے اور نہ ان کی نافرمانی کو گناہ سمجھیں گے. اللہ نے سورہ نساء میں ارشاد فرمایا ''یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ ''اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ کی اطاعت کرو اور اولی الامر کی اطاعت کرو. اولی الامر سے مراد بصیرت والے لوگ اور دیندار اقتدار وسیاست والے مسلمان. یہ دونوں عوام کی صحیح رہبری وانتظام کرسکتے ہیں. اگر امام وخلیفہ موجود ہو تو وہ اور اس کے احکام الوالامر ہیں اگر یہ موجود نہ ہو تو جماعت کے اندر جو معاملہ فہم صاحبِ بصیرت ہوں وہ اس سے مراد ہوں گے. جس زمانے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے. اس زمانے میں ظاہر ہے کہ نہ کبھی خلافت کا وجود تھا اور نہ باضابطہ احکام تھے. اس وجہ سے الوالامر سے مراد صحابہؓ میں سے وہ لوگ ہوں گے جو دینی واجتماعی، معلولات کی گہری سوچ بوجھ رکھنے والے اور لوگوں کے اعتماد والے تھے. اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں مذہبی وسیاسی قیادت کا منصب اصلاً انہیں لوگوں کے لئے ہے جو بصیرت واجتہاد کی صلاحیت کے مالک ہیں. طبقے، برادری، خاندان اور جائداد وغیرہ کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے.

تدبر قرآن سورۃ النساء مفسرین نے اس کو یوں سمجھایا کہ الوالامر میں حکام اور خلیفہ کی اطاعت سیاسی معاملات میں اور علماء فقہاء کی مسائل شریعت میں کی جائے. علامہ ابن القیمؒ فرماتے ہیں کہ حکام یعنی امرا بھی بالآخر علماء ہی کی اطاعت کرتے ہیں. کیونکہ ہر حکم شرعی معاملات میں علماء کی اطاعت کے پابند ہیں. گویا اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں یہ آیت نازل کرکے تاکید کیا ہے تاکہ امت جی کی خواہش پر اللہ اور رسول اللہ کے احکام کا غلط مطلب نہ نکالے. گمراہ نہ ہو جائیں. یہود اپنے علماء کو کتاب الٰہی کے خلاف آنکھیں بند کرکے رب کا درجہ دیدئے انہوں نے جی سے تاویلات کے ذریعہ کتاب الٰہی کے احکام تبدیل کردیئے. معنیٰ بدل دیئے. غلط مطلب نکالا قرآن مجید ساری دنیا کیلئے قیامت تک کے انسانوں کی رہبری ورہنمائی کیلئے نازل کیا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے

بعد کوئی پیغمبر نہیں آنے والا. اس لئے قیامت تک دنیا میں زندگی گزارنے نئے نئے مسائل میں عمل کرنے رہبری ضروری ہے. اگر رہبری نہ ملے تو انسان عمل کرنے سے رک جاتا ہے یا غلط عمل کرتا ہے اس سے دین کی شکل بگڑ جاتی ہے اور دین ناقص ہو جاتا ہے. اس لئے ہر زمانے کے لحاظ سے نئے نئے مسائل میں قرآن وحدیث کے تحت رہبری ملنا ضروری ہے. مثلاً کہیں 23 گھنٹوں کا دن اور ایک گھنٹہ کی رات ہے. کہیں 6 مہینے تک سورج غروب نہیں ہوتا. کہیں پر چاند کے نکلنے میں ایک دن کا فرق رہتا ہے. عرب میں ایک دن پہلے ہی رمضان کا چاند نظر آتا ہے. دوسرے ملکوں میں بعد میں نظر آتا ہے. جہاز کے لمبے سفر میں قبلہ کا تعین اور دوملکوں کے درمیان عشاء اور فجر جب کہ کہیں رات ہوتی ہے اور کہیں صبح ہوتی نظر آئے نماز کے اوقات کیسے معلوم کریں؟ حکومت کے ملازمین کی تنخواہوں میں (GPF) کاٹا جاتا ہے. اس پر سود اور زکوۃ کا کیا حساب ہوگا. جو وظیفہ کے بعد ملازم کو ملتا ہے.

اس آیت میں اللہ کا، رسول کا اور اولی الامر کا تذکرہ ہے. اللہ اور رسول مستقل اور بالذات مرکز اطاعت ہیں. اس لئے الوالامر کی اطاعت اللہ اور رسول کے تحت ہی ہوگی اور ان کی اطاعت اللہ اور رسول کی اطاعت کے خلاف جائز نہیں. اس لئے الوالامر مسئلہ کتاب وسنت کے تحت نکالیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی معاملے میں شریعت کا حکم کھلے طور پر معلوم نہ ہو سکے تو پہلے کتاب اللہ کی طرف رجوع کریں اگر اس میں نہ ملے تو نبیؐ کی سنت کی طرف رجوع کریں اور اگر اس میں بھی نہ ملے تو قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر اجتہاد کریں جو عام آدمی کا کام نہیں. یہ آیت صاف طور پر شہادت دے رہی ہے کہ اس کا تعلق مستقبل سے ہے جضور ﷺ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر رخصت فرما رہے تھے تو آپؐ نے دریافت فرمایا جب تمہارے پاس عوام کے مقدمے اور مسائل آئیں گے تو ان کا فیصلہ کس طرح کروگے. تو انہوں نے عرض کیا کہ میں اللہ کی کتاب (قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق فیصلہ کرونگا) رسول اللہؐ نے فرمایا اگر کر کتاب اللہ میں تمہیں

اس کے بارے میں کوئی حکم اور ہدایت نہ ملے تو کیا کرو گے؟ انہوں عرض کیا کہ پھر رسول اللہ کی سنت میں تلاش کروں گا.اس میں بھی حکم وہدایت نہ ملے تو کیا کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا کہ پھر میں اپنی رائے اور قیاس سے کام لوں گا.اور اجتہاد کروں گا اور صحیح نتیجہ تک پہنچنے کی کوشش میں کوئی کسر نہیں چھوڑوں گا.یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے ان کا سینہ ٹھوکتے ہوئے شاباشی دی اور فرمایا حمد وشکر اس اللہ کے لئے جس نے اپنے رسول کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی جو اس کے رسول کو پسند ہے.

(جامع ترمذی،ابوداو،مسند دارمی)

اس حدیث کو سامنے رکھ کر امت کے ہر دور کے فقہاء ومجتہدین نے اجتہاد وقیاس سے کام لیا ہے اور وہ تمام مسائل جو کتاب وسنت میں واضع طور پر نہیں تھے.ان کو کتاب وسنت کی روشنی میں رہبری فرمائی.صحابہ جو فقہا کے ماہر تھے دوسرے صحابہؓ جن پر ان کو اعتماد تھا ان سے نسبت قائم کر کے پوچھ کر عمل کرتے تھے.چنانچہ کوئی حضرت عائشہؓ سے،کوئی حضرت زید بن ثابتؓ پر،کوئی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ پر،کوئی حضرت عبداللہ بن عباسؓ پر،کوئی حضرت کعب بن مالکؓ پر اور کوئی حضرت ابو ہریرہؓ پر اعتماد کر کے مسائل پوچھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت اور پہچان حاصل کرنے کے لئے ہماری کتاب تعلیم الایمان کے تمام حصے پڑھئے اور اپنے بچوں میں ایمان کا یقین پیدا کیجئے اللہ کی پہچان حاصل کئے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوتا.اللہ کی پہچان کے بغیر کلمہ پڑھنا سے ایمان ناکارہ ہوجاتا ہے۔